1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

11 June 2009

No.PAP-Legis-1(61)/2009/62. Dated 11th June 2009. The following Orders, made by the Governor of the Punjab, are hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, 15th June, 2009 at 3.00 p.m. in the Provincial Assembly Chambers, Lahore."

سالانہ بجٹ بابت سال 2009-10 اور ضمنی بجٹ بابت سال 2008-09 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

> "In exercise of the powers conferred on me under rules 134 and 147 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab, hereby appoint Tuesday, 16th June 2009 at 3.00 p.m. as the date and time for the presentation of the Annual Budget for the year 2009-2010 and Supplementary Budget for the year 2008-2009.

Dated Lahore, the
10th June 2009

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 15-جون 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ مواصلات وتعمیرات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

علیحدہ فہرست میں شامل توجہ دلاؤنوٹسوں میں درج سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

1۔ آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2009 (آرڈیننس نمبر 1 بابت 2009)
ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ آرڈیننس (ترمیم) رجسٹریشن سوسائٹیز مجریہ 2009 (آرڈیننس نمبر 2 بابت 2009)
ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) رجسٹریشن سوسائٹیز مجریہ 2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون واہ یونیورسٹی مصدرہ 2009 (مسودہ قانون نمبر 12 بابت 2009)
ایک وزیر مسودہ قانون واہ یونیورسٹی مصدرہ 2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانا مشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	چودھری ظہیر الدین خان

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	چودھری محمد شفیق	:	ایم پی اے، پی پی۔296
2۔	چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ)	:	ایم پی اے، پی پی۔228
3۔	چودھری طاہر محمود ہندلی	:	ایم پی اے، پی پی۔125
4۔	چودھری عبداللہ یوسف	:	ایم پی اے، پی پی۔109

3۔ کابینہ

1۔	راجہ ریاض احمد	:	سینئر وزیر، آبپاشی و قوت برقی، کانیں، معدنی ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ*
2۔	محترمہ نیلم جبار چودھری	:	وزیر بہبود آبادی، سماجی بہبود*
3۔	جناب تنویر اشرف کائرہ	:	وزیر خزانہ، منصوبہ بندی و ترقیات*
4۔	چودھری عبدالغفور	:	وزیر جیل خانہ جات، صنعت اور تجارت و سرمایہ کاری
5۔	جناب محمد اشرف خان سوہنا	:	وزیر محنت و انسانی وسائل

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (15۔جون تا یکم جولائی 2009) تفویض کیا گیا۔

6

6۔	حاجی احسان الدین قریشی	:	وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ وعشر اور بیت المال*
7۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات*
8۔	ملک احمد علی اولکھ	:	وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ جنگلات، ماہی گیری و جنگلی حیات اور سیاحت و ترقی تفریحی مقامات
9۔	سردار دوست محمد خان کھوسہ	:	وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، ماحولیات اور اطلاعات
10۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر خصوصی تعلیم
11۔	جناب کامران مائیکل	:	وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی خواتین اور سماجی بہبود
12۔	رانا ثناء اللہ خان	:	وزیر قانون و پارلیمانی امور، ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی، داخلہ اور پبلک پراسیکیوشن
13۔	جناب تنویر الاسلام	:	وزیر کھیلیں، امور نوجوانان و ثقافت
14۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن و سکول ایجوکیشن، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم، سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعت اور امداد باہمی*

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (15۔جون تا یکم جولائی 2009) تفویض کیا گیا۔

7

15۔ جناب فاروق یوسف گھرکی	:	وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی، خزانہ اور منصوبہ بندی*
16۔ حاجی محمد اسحاق	:	وزیر مال و بحالی اور کالونیز

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔ راجہ طارق کیانی	:	محنت
2۔ چودھری عبدالرزاق ڈھلوں	:	مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ
3۔ سردار کامل گجر	:	مال
4۔ جناب کرم الٰہی بندیال	:	کوآپریٹوز
5۔ جناب عبدالحفیظ خان	:	زکوٰۃ وعشر اور بیت المال
6۔ جناب ظفر اقبال ناگرہ	:	ہاؤسنگ وشہری ترقی
7۔ جناب افتخار احمد خان	:	مذہبی امور و اوقاف
8۔ سردار محمد ایوب خان گادھی	:	ماحولیات
9۔ محترمہ نازیہ راحیل	:	خصوصی تعلیم
10۔ جناب محمد سعید مغل	:	خوراک
11۔ جناب محمد آجاسم شریف	:	آبکاری ومحصولات
12۔ جناب محمد تجمل حسین	:	صنعت
13۔ رانا مبشر اقبال	:	
14۔ جناب محمد خرم گلفام	:	ٹرانسپورٹ
15۔ جناب غلام بنی	:	

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (15۔جون تا یکم جولائی 2009) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری 2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

16۔ رانا محمد ارشد	:	سیاحت
17۔ جناب احسن رضا خان	:	خواندگی و غیر رسمی تعلیم
18۔ جناب عامر سعید انصاری	:	جیل خانہ جات
19۔ ڈاکٹر محمد اختر ملک	:	خزانہ
20۔ جناب نشاط احمد خان ڈاہا	:	کان کنی و معدنیات
21۔ جناب شہزاد سعید چیمہ	:	منصوبہ بندی و ترقیات
22۔ ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال	:	
23۔ سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	جنگلات
24۔ سردار شیر علی خان گورچانی	:	کالونیز و اشتمال اراضی
25۔ ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ
26۔ چودھری ممتاز احمد جھجہ	:	ایجوکیشن
27۔ جناب آصف منظور موہل	:	زراعت
28۔ چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ)	:	
29۔ میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)	:	سپورٹس
30۔ انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں	:	بہبود آبادی
31۔ محترمہ نرگس فیض ملک	:	انفارمیشن ٹیکنالوجی
32۔ محترمہ صغیرہ اسلام	:	ترقی خواتین
33۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	:	ثقافت و امور نوجوانان
34۔ محترمہ فائزہ احمد ملک	:	آبپاشی و قوت برقی
35۔ جناب خلیل طاہر سندھو	:	انسانی حقوق و اقلیتیں

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔ جنوری 2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کیے گئے۔

9

5۔ قائم مقام ایڈووکیٹ جنرل

چوہدری محمد حنیف کھٹانہ

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی	:	جناب مقصود احمد ملک
سپیشل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

سوموار،15۔جون2009

(یوم الاثنین،21۔جمادی الثانی1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 5 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَنۡ أَحۡسَنُ قَوۡلاً مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحًا وَقَالَ إِنَّنِى مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ o وَلَا تَسۡتَوِى ٱلۡحَسَنَةُ وَلَا ٱلسَّيِّئَةُۚ ٱدۡفَعۡ بِٱلَّتِى هِىَ أَحۡسَنُ فَإِذَا ٱلَّذِى بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهُۥ عَدَٰوَةٌ كَأَنَّهُۥ وَلِىٌّ حَمِيمٌo وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ٱلَّذِينَ صَبَرُواْ وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍo

سُوۡرَةُ حٰمٓ السجدة آیات 33 تا 35

اور اُس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوںoاور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریقے سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہےoاور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنیوالے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحبِ نصیب ہیںo

وما علینا الا البلاغo

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ جناب اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

خواب ہی میں رُخِ پُر نُور دکھاتے جاتے
تیرگی میرے مقدر کی مٹاتے جاتے
اس خُنک شہر کو جاتی ہوئی اے نرم ہوا
ساتھ لے جا میرے جذبات بھی جاتے جاتے
کاش! طیبہ میں سکونت کا شرف مل جاتا
دیکھتے روضہ سرکار کو آتے جاتے
غار کو چشمہ انوار بنانے والے
دلِ ویراں کو بھی گلزار بناتے جاتے
حاضری کا ہمیں آتا جو بُلاوا تائب
تان پر تان دُرودوں کی آڑاتے جاتے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر کسی سیاسی پارٹی نے اپنی پارلیمانی میٹنگ کے لئے 3 بجے کا ٹائم رکھا ہوا تھا تو آپ اجلاس کا ٹائم اس کے بعد کا رکھ لیتے تاکہ ہمیں یہاں انتظار نہ کرنا پڑتا۔ ہم لوگ 3 بجے کے آئے ہوئے ہیں اور آپ دیکھیں کہ 5:20 بجے اجلاس شروع ہو رہا ہے۔

تعزیت

سابق رکن اسمبلی غزالہ فرحت (مرحومہ) ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر (مرحوم)،
شیخ محمد یعقوب رکن اسمبلی کے والد شیخ محمد یوسف (مرحوم) ڈاکٹر سرفراز نعیمی (شہید)
اور دیگر دہشت گردی میں دیگر جاں بحق ہونے والے شہداء کے لئے فاتحہ خوانی

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ٹھیک ہے۔ آپ کی بات سن لی ہے آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی مرحومہ غزالہ فرحت صاحبہ سابق ایم پی اے، ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی (شہید) ریسکیو 15، مناواں پولیس سنٹر اور دہشت گردی کے دیگر واقعات میں جاں بحق ہونے والے تمام شہداء کے ایصالِ ثواب کے لئے قاری نور محمد صاحب دعا کروائیں۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہمارے سابق ایم پی اے مٹھو ڈوگر صاحب کے لئے بھی دعا کروالیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! شیخ محمد یعقوب صاحب ایم پی اے کے والد محترم شیخ محمد یوسف (مرحوم) ب کے لئے بھی فاتحہ خوانی کرلیں۔

جناب سپیکر: سابق ایم پی اے مٹھو ڈوگر اور شیخ یعقوب ایم پی اے کے والد شیخ محمد یوسف (مرحوم) کے لئے بھی فاتحہ خوانی کروائیں۔

(اس مرحلہ پر قاری نور محمد نے شہداء اور مرحومین کے لئے فاتحہ خوانی کروائی)

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی قاری نور محمد صاحب نے دعا کروائی ہے۔ میری گزارش ہے کہ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الاخلاص کے بعد دعائے مغفرت کروائی جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔دوبارہ دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دوبارہ دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: سیکرٹری اسمبلی پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں گے۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔ چودھری محمد شفیق ایم پی اے، پی پی۔296

2۔ چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ) ایم پی اے، پی پی۔228

3۔ چودھری طاہر محمود ہندلی ایم پی اے، پی پی۔125

4۔ چودھری عبداللہ یوسف ایم پی اے، پی پی۔109

حلف

نومنتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: اب ہماری نومنتخب رکن صوبائی اسمبلی محترمہ سیمل کامران حلف لیں گی اور ممبران اسمبلی کے رجسٹر پر دستخط ثبت کریں گی۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سیمل کامران نے حلف لیا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائے)

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ابھی پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا گیا ہے۔اس میں خواتین کو نمائندگی نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: میرے لئے تمام معزز ممبران برابر ہیں۔ محترمہ سیمل کامران! کیا آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سمیل کامران: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحمت فرمائی اور مجھے یہ عزت بخشی کہ میں نے یہاں پر حلف لیا۔ میں سب سے پہلے اپنی پارٹی کی لیڈر شپ کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ میں چودھری شجاعت حسین صاحب، چودھری پرویز الٰہی صاحب، اپنے پارلیمانی لیڈر چودھری ظہیر الدین صاحب اور چودھری مونس الٰہی صاحب کے اعتماد اور ان کے بھروسے کی وجہ سے اس معزز ایوان کا حصہ بنی ہوں۔ میں انشاء اللہ ہمیشہ یہی کوشش کروں گی کہ اپنی پارٹی قیادت کے اعتماد اور بھروسے پر پورا اتروں۔ میری یہ پوری کوشش ہوگی کہ میں صوبہ پنجاب کے عوام کی بہتری اور فلاح کے لئے اپنا موثر کردار ادا کروں۔ بہت بہت شکریہ

جناب طاہر نوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طاہر نوید: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ میں آج یہاں پر وفاقی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ Be relevant

جناب طاہر نوید: جناب سپیکر! انتہائی اہم نوعیت کا معاملہ ہے۔ میں مشکور ہوں کہ شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو کے vision کو سامنے رکھتے ہوئے صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری، وزیراعظم جناب یوسف رضا گیلانی اور وزیر اقلیتی امور جناب شہباز بھٹی نے اقلیتوں کے لئے تمام ملازمتوں میں پانچ فیصد کوٹا منظور کیا ہے۔ میں یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ 23- دسمبر 2008 کو وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اقلیتوں سے خطاب کرنے کے دوران پنجاب میں بھی ملازمتوں پر پانچ فیصد کوٹے کا وعدہ فرمایا تھا تو میری یہ استدعا ہے کہ حکومت پنجاب بھی اقلیتوں کے لئے تمام ملازمتوں میں پانچ فیصد کوٹے کا اعلان کرے۔

جناب سپیکر: آپ کسی ذریعے سے معاملہ لے کر آئیں۔ ایسا تو مناسب نہیں ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مرحومہ غزالہ فرحت صاحبہ سابق ایم پی اے کی وفات پر اظہار تعزیت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مرحومہ غزالہ فرحت صاحبہ سابق ایم پی اے کی وفات پر اظہار تعزیت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مرحومہ غزالہ فرحت صاحبہ سابق ایم پی اے کی وفات پر اظہار تعزیت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قرارداد

سابق رکن اسمبلی محترمہ غزالہ فرحت (مرحومہ) کی المناک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان محترمہ غزالہ فرحت مرحومہ صاحبہ سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب W-362 کی المناک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے

اور ان کے لئے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ مرحومہ غزالہ فرحت کے مرحوم شوہر راجہ سلطان عظمت حیات بھی دو مرتبہ پنجاب اسمبلی کے رکن رہ چکے ہیں۔ یہ ایوان دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مرحومہ غزالہ فرحت صاحبہ سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب W-362 کی المناک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لئے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ مرحومہ غزالہ فرحت کے مرحوم شوہر راجہ سلطان عظمت حیات بھی دو مرتبہ پنجاب اسمبلی کے رکن رہ چکے ہیں۔ یہ ایوان دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مرحومہ غزالہ فرحت صاحبہ سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب W-362 کی المناک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لئے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ مرحومہ غزالہ فرحت کے مرحوم شوہر راجہ سلطان عظمت حیات بھی دو مرتبہ پنجاب اسمبلی کے رکن رہ چکے ہیں۔ یہ ایوان دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قرارداد

دہشت گردی کے حالیہ واقعات کی پُرزور مذمت

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ قرارداد میرے علاوہ پاکستان پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر راجہ ریاض صاحب اور قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر الدین صاحب کی طرف سے مشترکہ طور پر پیش کی جارہی ہے۔

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ملک میں جاری حالیہ دہشت گردی کی لہر کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان دہشت گردی کے ان واقعات میں ہونے والے قیمتی جانوں کے نقصان کو قومی المیہ اور ان واقعات کو اسلام اور وطن عزیز کے خلاف ایک مذموم سازش قرار دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان لاہور میں مناواں سنٹر اور ریسکیو 15 پر ہونے والے دہشت گرد حملوں کی بھی پُرزور مذمت کرتا ہے اور شہید ہونے والے اہلکاروں کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ مزید یہ کہ دہشت گردی کے ان واقعات

کے دوران پنجاب پولیس کی قیمتی جانوں کے ضیاع پر اظہار افسوس کرتا ہے اور محکمہ پولیس کی کارکردگی کو سراہتا ہے۔

یہ ایوان ڈیرہ اسماعیل خان، نوشہرہ اور ملک کے دیگر علاقوں میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کی بھی مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان 12۔جون 2009 کو ہونے والے خودکش حملے کے نتیجے میں جامعہ نعیمیہ کے مہتمم ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی صاحب کی شہادت کو نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیتا ہے۔مرحوم ایک غیر متنازع دینی شخصیت تھے جنہیں تمام مسالک کے ہاں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا،اعتدال اور سادگی ان کی شخصیت کا حسن تھا۔

یہ ایوان افواج پاکستان کے ساتھ بھی مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے شروع کئے جانے والے آرمی آپریشن کی مکمل حمایت کرتا ہے۔یہ ایوان افواج پاکستان کے شہداء کو سلام پیش کرتا ہے اور افواج پاکستان کے برسرپیکار جوانوں اور افسران کو یقین دلاتا ہے کہ پوری قوم کی حمایت اور دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ملک میں جاری حالیہ دہشت گردی کی لہر کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔یہ ایوان دہشت گردی کے ان واقعات میں ہونے والے قیمتی جانوں کے نقصان کو قومی المیہ اور ان واقعات کو اسلام اور وطن عزیز کے خلاف ایک مذموم سازش قرار دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان لاہور میں مناواں سنٹر اور ریسکیو15 پر ہونے والے دہشت گرد حملوں کی بھی پُرزور مذمت کرتا ہے اور شہید ہونے والے اہلکاروں کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔مزید یہ کہ دہشت گردی کے ان واقعات کے دوران پنجاب پولیس کی قیمتی جانوں کے ضیاع پر اظہار افسوس کرتا ہے اور محکمہ پولیس کی کارکردگی کو سراہتا ہے۔

یہ ایوان ڈیرہ اسماعیل خان، نوشہرہ اور ملک کے دیگر علاقوں میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کی بھی مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان 12-جون 2009 کو ہونے والے خود کش حملے کے نتیجے میں جامعہ نعیمیہ کے مہتمم ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی صاحب کی شہادت کو نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیتا ہے۔ مرحوم ایک غیر متنازع دینی شخصیت تھے جنہیں تمام مسالک کے ہاں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، اعتدال اور سادگی ان کی شخصیت کا حسن تھا۔

یہ ایوان افواج پاکستان کے ساتھ بھی مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے شروع کئے جانے والے آرمی آپریشن کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ یہ ایوان افواج پاکستان کے شہداء کو سلام پیش کرتا ہے اور افواج پاکستان کے برسرپیکار جوانوں اور افسران کو یقین دلاتا ہے کہ پوری قوم کی حمایت اور دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ملک میں جاری حالیہ دہشت گردی کی لہر کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان دہشت گردی کے ان واقعات میں ہونے والے قیمتی جانوں کے نقصان کو قومی المیہ اور ان واقعات کو اسلام اور وطن عزیز کے خلاف ایک مذموم سازش قرار دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان لاہور میں مناواں سنٹر اور ریسکیو15 پر ہونے والے دہشت گرد حملوں کی بھی پُرزور مذمت کرتا ہے اور شہید ہونے والے اہلکاروں کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ مزید یہ کہ دہشت گردی کے ان واقعات کے دوران پنجاب پولیس کی قیمتی جانوں کے ضیاع پر اظہار افسوس کرتا ہے اور محکمہ پولیس کی کارکردگی کو سراہتا ہے۔

یہ ایوان ڈیرہ اسماعیل خان، نوشہرہ اور ملک کے دیگر علاقوں میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کی بھی مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان 12- جون 2009 کو ہونے والے خود کش حملے کے نتیجے میں جامعہ نعیمیہ کے مہتمم ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی صاحب کی شہادت کو نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیتا ہے۔ مرحوم ایک غیر متنازع دینی شخصیت تھے جنہیں تمام مسالک کے ہاں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، اعتدال اور سادگی ان کی شخصیت کا حسن تھا۔

یہ ایوان افواج پاکستان کے ساتھ بھی مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے شروع کئے جانے والے آرمی آپریشن کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ یہ ایوان افواج پاکستان کے شہداء کو سلام پیش کرتا ہے اور افواج پاکستان کے برسرپیکار جوانوں اور افسران کو یقین دلاتا ہے کہ پوری قوم کی حمایت اور دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اس قرارداد کے متفقہ منظور ہونے پر میں آپ سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج کا یہ اجلاس دو وجوہات کی بنیاد پر نہایت ہی اہمیت کا حامل اجلاس ہے۔ ایک یہ کہ یہ بجٹ اجلاس ہے کیونکہ بجٹ چاہے ملک کا ہو یا صوبے کا ہو جب وہ پیش ہوتا ہے تو پورے صوبہ کے عوام کی اور ملک کے عوام کی نظریں لگی ہوتی ہیں کہ اس بجٹ میں عام آدمی کی سہولت کے لئے کیا ہوگا؟ اس کے علاوہ جو اس کی دوسری اہمیت ہے وہ یہ کہ جب ہمارا پچھلا ریگولر اجلاس ختم ہوا تھا تو اس کے بعد اس صوبے میں اور اس ملک میں بہت بڑے event آئے جس میں یہاں گورنر راج لگا، یہاں عدالتوں کے فیصلے آئے، یہاں حکومتیں ختم کی گئیں لیکن میں اس ہاؤس میں بیٹھے ممبران کو اور تمام لیڈرشپ کو یہ کہوں گا کہ انہوں نے ذاتی، سیاسی یا پارٹی کے مفادات کو بالائے طاق رکھ کر ملکی مفاد کو مدنظر رکھا اور ملکی مفاد کی بنیاد پر ہی تمام سیاسی فیصلے کئے۔

جناب سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ اس اسمبلی کی روایات کو دیکھیں اور ان کو کبھی study کریں تو ان میں دوران اجلاس جتنے اہم واقعات ہوتے ہیں وہ پوائنٹ آف آرڈر پر اس ہاؤس میں discuss ہوتے رہے ہیں اور ان روایات کو سب سے زیادہ رانا پھول خان نے قائم رکھا جو ہمیشہ اس اسمبلی کی روایات بناتے رہے ہیں اور انہوں نے قائم بھی رکھیں اور روایات بھی بنائیں۔ اگر آپ ان روایات کو توڑنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔

جناب سپیکر: آپ کوئی relevant بات کریں جو آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کہنا چاہتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اگر آپ کو یہ بات relevant نہیں لگتی تو پھر یہ میری بدقسمتی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات تو سب کو پتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ کو یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں لگتا کہ اس صوبے میں، اس ملک میں اس اجلاس سے پہلے اتنے بڑے event ہوئے اور اگر کوئی ممبران event پر اپنی بات کرنا چاہے اور پارٹیوں کی جو لیڈرشپ ہیں وہ جو مدبرانہ فیصلے کریں ان کو appreciate کیا جائے۔ آپ کو یہ کوئی بات نہیں لگتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بہت بڑے event ہوئے ہیں۔ 1947 سے لے کر اب تک یہاں پر انا کی سیاست ہوتی رہی ہے لیکن اس وقت تمام لیڈرشپ نے چاہے وہ پیپلز پارٹی کی ہو، مسلم لیگ (ن) کی ہو انہوں نے ذاتی انا سے اور پارٹی level سے ہٹ کر ملکی مفاد میں فیصلے کئے۔ جو خلیج آیا، جو تلخیاں بڑھیں پھر انہوں نے بڑے مدبرانہ انداز سے اور بڑے پیار سے اور بڑی محبت سے ملکی مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے تمام باتوں کو بھلا کر یہ فیصلہ کیا کہ یہ بات ملکی مفاد میں ہے کہ ہم اس alliance کو قائم رکھیں اور اس alliance کو متحد رکھیں تاکہ اس وقت ملکی مفاد میں یہ ہے کہ ہم اکٹھے ہو کر یہ جو دہشت گردی کی ایک وبا ہے ہم ساری قوم اکٹھے ہو کر اس کا مقابلہ کریں۔ میں اس بات پر تمام منتخب ممبران کو اور تمام پارٹیوں کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ ہم مل کر اسی طرح ملکی مفاد کی خاطر فیصلے کریں تو انشاء اللہ یہ سسٹم بھی مضبوط ہو گا اور ملک سے یہ دہشت گردی بھی ختم ہو گی اور اس طرح عام آدمی کی حالت بھی بہتر ہو گی۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ہم وقفہ سوالات شروع کرنا چاہتے تھے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں دہشت گردی کے حوالے سے جو قرارداد پاس ہوئی ہے اس پر چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اس معزز ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج اس معزز ایوان میں دہشت گردی جس کے خلاف اب پوری قوم متحد ہو چکی ہے، پوری قوم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم نے اس پاکستان کو بچانا ہے۔ وہ لوگ جو یہ کہنے لگ پڑے تھے کہ اسلام آباد پر طالبان کا قبضہ ہو گا۔ بی بی سی نے اپنی پرسوں کی رپورٹ میں یہ بتادیا ہے کہ یہ بات کرنے والے یا یہ سوچ رکھنے والے لوگ اب پاکستان میں ختم ہو رہے ہیں کہ اسلام آباد پر قبضہ ہو سکتا ہے۔ جب دہشت گردی کی بات ہو تو اگر ہم محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کا نام نہ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے۔ ان کے ان جذبات کی، ان کی اس محب وطنی کی، ان کی اس ملک سے دوستی کی، ان کے اس ملک کے عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کو چیلنج کیا گیا تھا کہ آپ پاکستان نہ جائیں۔ دہشت گردوں نے چیلنج کیا تھا لیکن ہماری شہید محترمہ بے نظیر بھٹو جو بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عالمی لیڈر بھی تھیں وہ اس ملک میں آئیں اور انہوں نے اس دہشت گردی کی جنگ کا اپنی جان دے کر آغاز کیا۔ آج جناب آصف علی زرداری صدر پاکستان اور وزیراعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی صاحب، پچھلے آٹھ سال پرویز مشرف رہا لیکن اس کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ دہشت گردوں کے خلاف میدان میں نکل سکے یہ جرأت اور ہمت صرف پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کو حاصل ہوئی کہ جب ملک پر مشکل وقت آیا اور جب ملک میں حالات خراب ہوئے اور جب اس ملک کو خون کی ضرورت پڑی تو سب سے پہلے خون پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے دیا اور آج بھی ان مشکل حالات میں جب بجلی نہیں تھی، سوئی گیس نہیں تھی اور جب ملک میں معاشی بحران تھا تو اس وقت پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے ان دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کا آغاز کیا اور میں میاں محمد نواز شریف اور مسلم لیگ (ن) کی قیادت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے شانہ بشانہ چلتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ ہم دہشت گردی کے خلاف ان کے ساتھ ہیں اور آج پوری قوم دہشت گردی کے خلاف

متحد ہے۔ میں آج مسلم لیگ (ق) کے دوستوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے آج یہاں پیش کی جانے والی قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پوری قوم متحد ہے اور میں دہشت گردوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ہم ڈرنے اور جھکنے والے نہیں ہیں انشاء اللہ ان کا خاتمہ کر کے رہیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پوائنٹ آف آرڈر

گندم خریداری مہم کے دوران حلقہ پی پی۔79 میں کسانوں پر ناجائز ایف آئی آر کا اندراج

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کاٹھیا صاحب!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلے دنوں پنجاب میں گندم خریداری کی شروع ہونے والی مہم کے سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں کسانوں کا جو حال ہوا وہ دیکھا لیکن کسانوں کا جو حال میرے حلقہ پی پی۔79 میں ہوا شاید اس طرح کا برا حال کہیں بھی نہ ہوا ہو۔ یہاں پر وزیر خوراک تشریف فرما ہیں اور میرے پاس یہ ریکارڈ ہے جس میں کسانوں پر ایک تھانے میں 80 ایف آئی آر درج ہوئیں اور سب سے زیادہ شرم کی بات یہ ہے کہ کسانوں نے بوریوں میں امانت میں خیانت کی ہے کہ انہوں نے بوریاں واپس نہیں کیں۔ 13 تاریخ کو ایف آئی آر درج ہو رہی ہے اور 5 تاریخ کو بوریاں واپس آئی ہیں اور اس سے متعلقہ میرے پاس ریکارڈ ہے اور زیادہ تر اسی طرح کا معاملہ ہے تو میری humble request ہے کہ یہ پنجاب کے کسانوں کا مسئلہ ہے تو اسے وزیر صاحب کے ذمہ لگائیں اور اگر یہ میرٹ بنتا ہے تو تمام ایف آر ختم کی جائیں کیونکہ اب گندم کی خریداری رک چکی ہے اور یہ جو چاہتے تھے وہ ختم ہو چکا ہے کیونکہ پولیس والے بیس تیس ہزار روپے لے کر کاغذ مکمل کروانے کے بعد ایف آئی آر خارج کر رہے ہیں۔ اگر یہ حکومت کی طرف سے ہو جائے اور اگر ان کا میرٹ بنتا ہے تو ایف آئی آر خارج ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر: وزیر خوراک صاحب! ان کی جائز شکایات کے بارے میں دیکھ لیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ فاضل رکن کی بات کا میں جواب دیتا ہوں کہ انہوں نے یہ واقعہ اسمبلی کے ایوان میں quote کیا ہے جس میں allegedly کاشتکاروں کے خلاف کچھ ایف آئی آر درج کی گئیں۔ کاش! کہ وہاں یہ بھی کہہ جاتے کہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی کسی حکومت نے چھوٹے کاشتکار سے ساٹھ لاکھ من گندم سرکاری قیمت پر نہیں خریدی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہاں! جہاں وزیر اعلیٰ پنجاب کی یہ خواہش تھی کہ کاشتکار گندم خریداری مہم کا براہ راست فائدہ اٹھائے وہاں ان کی یہ بھی خواہش تھی اور اپنی ٹیم کو جس میں وزیر خوراک، محکمہ خوراک اور وزراء اور ایم پی ایز وغیرہ گشت پر نکلے ہوئے تھے یہ ہدایت تھی کہ آڑھتی چھوٹے کاشتکار سے اس صورتحال کا فائدہ نہ اٹھائے۔ اگر اس قسم کے پرچے چاک ہوئے ہیں تو ہم بطور گورنمنٹ اسے own کرتے ہیں کہ کاشتکار کی گندم آڑھتی نے 850/800 روپے میں اٹھائی اور محکمے کے پاس اس نے 950 روپے میں فروخت کی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات کے خلاف پرچے چاک ہوئے ہیں اور ایف آئی آر ہوئی ہیں۔ اگر ان کی کوئی genuine شکایت ہے تو یہ تشریف لائیں کیونکہ اس میں party, on party کا کوئی فرق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: genuine کی بات کریں۔ genuine بات کو آپ ضرور دیکھیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وہی عرض کر رہا ہوں کہ اگر genuine cases ہیں تو حکومت یقیناً اس پر نظر ثانی کرے گی لیکن یہاں ماننا پڑے گا کہ پاکستان کی تاریخ میں کسی وزیر اعظم نے چھوٹے کاشتکار کی وہ خدمت نہیں کی جتنی میاں محمد شہباز شریف نے کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: حکومتی سطح پر گندم خریداری مہم پنجاب کی عوام کے لئے بڑا خوش آئند اقدام تھا اور ہم بھی خواہش مند تھے کہ یہاں سے مڈل مین کا role ختم ہو اور گندم کی خریداری خود حکومت کرے۔ اس انقلابی قدم پر ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: سابقہ بجٹ پیش ہوئے ایک سال ہو گیا ہے لیکن ہمیں ترقیاتی فنڈ نہیں دیا گیا تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

سوالات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: جب ٹائم آئے گا تو اس وقت پوچھنا اور یہ کل بجٹ پیش ہونے کے بعد پوچھنا۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور یہ سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔ جی،

میاں صاحب! آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 63 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں طارق محمود: سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈنگہ، کھاریاں روڈ کو دو رویہ بنانے سے متعلقہ تفصیلات

*63: میاں طارق محمود: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈنگہ کھاریاں روڈ کو دو رویہ سڑک بنتے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟

(ب) اس کے اوپر کتنی لاگت آئی ہے؟

(ج) اس سڑک کو مکمل ہونے میں کتنا عرصہ درکار ہے؟

(د) کیا اس سڑک پر جو کام ہو رہا ہے شیڈول کے مطابق ہے اور اگر کام تسلی بخش نہیں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے، اگر اس میں ناقص مٹیریل استعمال ہو رہا ہے تو کیا حکومت اس کے ذمہ داران کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ڈنگہ کھاریاں دو رویہ سڑک کا کام مالی سال 05-2004 میں شروع ہوا تھا ماسوائے تین پلوں کے approaches سڑک کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ سکیم 08-2007 میں unfunded ہو گئی۔

(ب) اس کی تعمیر پر اب تک مبلغ 256.116 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) صرف تین پلوں کی approaches کا کام باقی ہے کل سڑک کا ترمیم شدہ تخمینہ 265.641 ملین ہے۔یہ سکیم اے ڈی پی 09-2008 میں شامل ہے اور پچاس لاکھ روپے کی allocation کر دی گئی ہے ترمیم شدہ تخمینے کے مطابق بقایا فنڈز ملنے کے بعد تین ماہ کے عرصہ میں کام مکمل ہو جائے گا۔

(د) کھاریاں ڈنگہ روڈ کی تعمیر کا کام فنڈز کی دستیابی کے مطابق جاری رہا متعلقہ عملہ کام کے معیار کو وقتاً فوقتاً چیک کرتا رہا ناقص میٹریل کے استعمال کی شکایت پر متعلقہ افسران کے خلاف انکوائری سپرنٹنڈنگ انجینئر پراونشل ہائی وے سرکل گوجرانوالہ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سڑک کو مکمل ہونے کے لئے کتنا عرصہ درکار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ باقی سوال انہوں نے پڑھ لیا ہے اب یہ سوال کے جز (ج) کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ یہ کب تک مکمل ہو جائے گی؟ اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ کام 2009-5-27 کو شروع ہوا ہے اور اس کی مدت چھ ماہ مکمل ہونے کی ہے۔ یہ انشاء اللہ 2009-11-26 کو مکمل ہو جائے گا۔ اس کے لئے ابھی ایک کروڑ 20 لاکھ روپیہ اس سال مالی بجٹ میں رکھنا ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔۔ اتنی important بات چل رہی ہے اور دوست شور کر رہے ہیں۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پچھلے سال 50 لاکھ روپیہ دیا گیا اور بقایا ایک کروڑ 20 لاکھ روپیہ اس سال بجٹ میں رکھا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ 2009-11-26 کو مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کیا آپ مطمئن ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! کام ختم ہونے کے لئے کیا یہ رقم کافی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): اب جو رقم allocate کرنی ہے اس کے مطابق یہ مکمل ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ صرف تین پلوں کے approaches کا کام باقی ہے۔ میرا محترم وزیر صاحب سے سوال ہے کہ کیا original plan میں یہ پل نہیں تھے، اگر تھے تو کیا کنٹریکٹر کو delay کرنے پر penalty لگائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا یہ original plan میں تھا کہ نہیں؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ انکوائری مکمل ہو چکی ہے۔ یہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں، کچھ افسروں کے خلاف انکوائری کی گئی ہے، وہ مکمل ہو چکی ہے اور اب صرف personal hearing باقی ہے۔ چند دنوں تک اس کی findings سامنے آ جائیں گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بڑی simple سی بات ہے کہ اگر یہ پل original plan میں نہیں تھے تو وہ بھی بہت بڑی زیادتی ہے جو محکمے نے کی ہے۔ اگر یہ original plan میں تھے تو پھر کنٹریکٹر پر کم از کم 25 فیصد penalty لگنی چاہئے تھی کیا وہ لگائی ہے یا نہیں لگائی اسی کی وجہ سے یہ project delay ہوا ہو گا اور اسی کی وجہ سے آج بھی محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ مبہم ہے، آج تک کوئی نہیں بتا رہا ہے کہ یہ complete کب ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس سوال کا جواب فروری میں تیار کیا گیا تھا۔ اس کی latest position شاید آپ کو معلوم نہیں ہے اور وہ میں نے پہلے بتا دی ہے۔ latest position کے مطابق میں آج رپورٹ دے رہا ہوں کہ اس میں یہ شامل تھے صرف approach roads رہتی تھیں، جو اس میں کمی رہ گئی تھی اس کی انکوائری ہو چکی ہے اور انکوائری کی رپورٹ چند دنوں تک آ جائے گی۔ اس رپورٹ کے مطابق جو جو آفیسر guilty ہوں گے ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب کی بات اس حد تک مان لیتا ہوں لیکن میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ کنٹریکٹر کے خلاف جو penalty ہو گی وہ اس ہاؤس کو ضرور بتایا جائے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! وہ بتا دیا جائے گا۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔ آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 67 ہے۔

جناب سپیکر: کیا سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

تحصیل چنیوٹ، 2005 سے آج تک محکمہ ہائی وے کے منصوبہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*67: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2005 سے آج تک محکمہ ہائی وے نے تحصیل چنیوٹ میں کتنے منصوبہ جات مکمل کئے؟

(ب) ان منصوبہ جات کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی اور کتنی رقم ٹھیکیداروں کو الاٹ کی گئی؟

(ج) ان منصوبہ جات کو کن کن ٹھیکیداروں نے مکمل کیا، ان کی مکمل تفصیل بتائی جائے اور کیا ان ٹھیکیداروں نے کام وقت پر اور معیار کے مطابق کیا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبائی محکمہ ہائی وے (ساؤتھ زون) نے 2005 سے آج تک تحصیل چنیوٹ میں 16 منصوبہ جات مکمل کئے۔

(ب) ان منصوبہ جات کے لئے 125.263 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی اور ٹھیکیداروں کو 116.714 ملین روپے کی رقم الاٹ کی گئی۔

(ج) تمام کام معیار کے مطابق مکمل کئے گئے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے لیکن پہلے میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ یہ تحصیل چنیوٹ نہیں ہے، یہ ضلع چنیوٹ ہے۔ جب اس کا جواب آیا اس وقت وہ ضلع بن چکا تھا انہیں ریکارڈ کی درستی کر لینی چاہئے۔ اس کے بعد میری گزارش ہے کہ میرا سوال کا جز (الف) یہ تھا کہ 2005 سے آج تک محکمہ ہائی وے نے تحصیل چنیوٹ میں کتنے منصوبے شروع کئے اور کتنے مکمل کئے؟ انہوں نے میرا آدھا سوال حذف کر کے صرف یہ بتایا ہے کہ کتنے مکمل کئے۔ وہاں صورتحال یہ ہے کہ کوئی بھی سڑک چلنے کے قابل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو کیا ہوائی جہاز چلانے کے قابل ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: ہماری ایک چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ ہے جو پورے جنوبی پنجاب کو سنٹرل پنجاب سے ملاتی ہے۔ یہاں جنوبی پنجاب کے جتنے بھی ایم پی ایز بیٹھے ہیں وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ وہ لاہور پہنچنے کے لئے آسان ترین راستہ ہے۔ پچھلے چار سال سے وہ سڑک شروع ہوئی ہے اس پر کچھ کام مکمل ہو گیا ہے اور کچھ ابھی ہونے والا ہے۔ وہ سڑک پچھلے چار سال سے بند پڑی ہے۔ صرف اس پر پردہ ڈالنے کے لئے میرا آدھا سوال حذف کر دیا گیا ہے اور سوال کی روح نکال لی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جب روح ہی نکل گئی تو پھر کیا باقی رہ گیا؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! وہ سڑک بالکل استعمال کے قابل نہیں رہی ہے۔ وہاں ہر روز ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جب سڑک ہی نہیں ہے تو ایکسیڈنٹ کیسے ہو گئے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب! میں بتا رہا ہوں کہ وہاں اتنے کھڈے پڑ چکے ہیں، اس روڈ پر سے sand stone فیصل آباد کو supply ہوتا ہے، ہر روز کوئی ٹرک الٹ جاتا ہے اور گاڑی میں اکثر لوگ expire ہو جاتے ہیں۔ وہاں ایک شوگر مل ہے، crushing season میں بھی ایکسیڈنٹ ہوتے رہے ہیں۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا تھا اور وہ بتانے کی بجائے محکمے نے جو جواب دیا ہے اور جو سڑکیں انہوں نے بتائی ہیں اس میں کسی کی لمبائی 0.98 ہے، کسی کی 0.95 ہے، کسی کی 0.94 ہے، کسی کی 0.953 ہے۔ جو انہوں نے جواب دیا ہے اس میں کوئی سڑک بھی ایک کلومیٹر کی نہیں بنتی۔ میں نے جن سڑکوں کے بارے میں پوچھا تھا ان کا بالکل ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ میری ان سے گزارش ہے کہ مجھے بتائیں کہ میرے سوال کے ساتھ اس طرح کا حال کیوں کیا ہے؟ اگر آپ مجھے یہ وزیر ایک گھنٹے کے لئے ادھار دے دیں اور میں ان کو ان سڑکوں پر لے جاؤں تو واپسی پر ان کا ایسے ہی حال ہوگا جو اس سوال کا ہوا ہے۔ کوئی آدمی اس سڑک پر چل نہیں سکتا۔ (قہقہے)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جب دوست محمد صاحب موجود ہیں جو اس وزارت کے انچارج ہیں تو پھر جواب کہیں اور سے کیوں آ رہا ہے؟

جناب سپیکر: وہ لوکل گورنمنٹ کے وزیر ہیں۔ آپ کو پتا نہیں ہے؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان کو پتا نہیں ہے۔ یہ محکمہ میرے پاس ہے۔ میرے بھائی کا سوال یہ تھا کہ 2005 سے آج تک محکمہ ہائی وے نے ضلع چنیوٹ میں کتنے منصوبہ جات مکمل کئے؟ ان کے سامنے بڑا clear جواب ہے کہ صوبائی محکمہ ہائی وے (ساؤتھ زون) نے 2005 سے آج تک ضلع چنیوٹ میں 16 منصوبہ جات مکمل کئے۔ وہ 16 کی 16 لسٹ یہاں موجود ہے۔ اس سے آگے اسی سوال میں تھا کہ وہ کون کون سے ٹھیکیدار تھے اور ان کو کتنی رقم دی گئی؟ وہ ساری detail اس میں موجود ہے۔ یہ اب especially ایک سڑک کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ کے کنٹریکٹر کے خلاف already ایکشن لے لیا گیا ہے اور دوسرے کنٹریکٹر کو وہ کام award کر دیا گیا ہے۔ یہ delay اس لئے ہو رہا ہے کہ یہ کیس کورٹ میں چل رہا تھا۔ اسے فوری طور پر ختم کر کے اس پر کام کیا جائے گا۔ آخر میں انہوں نے یہ آفر بھی کی ہے کہ یہ

وزیر ایک گھنٹے کے لئے دے دیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر یہ اتنا عرصہ وہاں آتے جاتے رہے ہیں اور ٹھیک ہیں تو انشاء اللہ میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گا تو ٹھیک رہوں گا۔

جناب سپیکر: یہ اسی لئے ڈر کر نہیں جا رہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ وزیر مجھے ایک گھنٹے کے لئے دے دیں۔ میں تو عرض کروں گا کہ لامحدود عرصہ کے لئے لے لیں یہ تحفہ اپنے پاس ہی رکھیں اور ان کو گھماتے رہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: .No, no point of order, it is not relevant جب آپ کی بات کا جواب دیا جاتا ہے تو آپ باتوں میں لگ جاتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! نہیں، میں تو ان کی تجویز سے حیران ہوں۔

جناب سپیکر: ان کو چھوڑیں، آپ اپنی بات کریں۔ وہ ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جی، وہ تو کرتے رہتے ہیں لیکن حیران ہونا یہ میرا بھی حق ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے کہہ دیا، No point of order, it is not relevant ان کی بات چھوڑیں۔ اب آپ مطمئن ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہی عرض کی ہے کہ میرے سوال میں اپنی کارستانی چھپانے کے لئے ردوبدل کی گئی ہے۔ وزیر صاحب کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ جواب تو محکمہ نے دیا ہے، یہ محکمہ کی طرف سے ہوا ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ اب یہ دوسری چٹ بھیجیں کہ سڑک کب شروع ہوگی اور کب مکمل ہوگی؟ کم از کم وہ اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیتے کہ یہ کب تک مکمل ہونی ہے تو دوبارہ یہ بات کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔

جناب سپیکر: جی، ندیم صاحب!

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو دوبارہ بات کی ہے میں ان کو clear کرنا چاہتا ہوں کہ باقی سولہ پراجیکٹس مکمل ہو چکے ہیں اور ان سولہ کے بروقت مکمل ہونے کی رپورٹ بھی یہاں پیش کی گئی۔ انہوں نے خاص طور پر ایک سڑک چنیوٹ، پنڈی بھٹیاں روڈ کے بارے میں کہا ہے اس کے بارے میں، میں نے پہلے بھی ان کو بتا دیا ہے کہ یہ already ایک

کنٹریکٹر کے پاس تھی جو کام نہیں کر رہا تھا اور اس نے غلط کام کیا، اس کے اوپر ایکشن لیا گیا اور اس سے کنٹریکٹ واپس لے کر دوسرے کو award کر دیا گیا۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ ہمیں completion date دے دیں۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ fresh بات ہے، اس وقت تو میں پوری detail نہیں دے سکتا۔ میں ان کو صبح مہیا کر دوں گا کہ یہ کس کو دیا گیا ہے اور یہ کب مکمل ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، صبح دے دیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شکریہ۔ انہوں نے جو سولہ سکیمیں بتائی ہیں یہ بتا دیں کہ یہ ڈسٹرکٹ ہائی وے کی ہیں یا پراونشل ہائی وے کی ہیں؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ صوبائی محکمہ ہائی ویز ساؤتھ زون کے تحت ہیں جو سولہ سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مطمئن ہوں اور اگلے سوال پر بھی مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلے سوال پر بھی مطمئن ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں حسن مرتضیٰ صاحب کی بھرپور تائید کرتا ہوں اور خاص کر ابھی چنیاں روڈ کا ذکر نہیں آیا وہاں پر بھی ہر روز روڈ کے نامکمل ہونے کی وجہ سے ڈکیتیاں ہوتی رہتی ہیں اور فیصل آباد روڈ کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟ آپ وہ بتائیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! فیصل آباد روڈ جس کی تعمیر کا اعلان کئے ہوئے کئی سال ہو گئے ہیں اور ابھی تک اس روڈ کو چھیڑا تک نہیں گیا وہ موت کا کنواں بنا ہوا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جلد از جلد اس کی تعمیر کروائی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کا مطالبہ ہو گیا۔ ضمنی تو نہیں ہے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ اس سے related نہیں ہے۔ یہ ان کا نیا مطالبہ ہے۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: اسی سوال سے متعلقہ ہے؟

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: جی، اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے وہ تو کہہ رہے ہیں کہ میں مطمئن ہوں۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: جناب سپیکر! اس سوال کی figures بہت odd ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ total منصوبہ جات پر approximately 125 million مختص کئے گئے تھے اور ٹھیکیداروں کو 116 million rupees allot کر دیئے گئے ہیں اور آپ ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ تمام کام معیار کے مطابق مکمل ہو چکا ہے۔ یہ بتائیں کہ رقم میں اتنا difference کیوں ہے؟ اور اگر مکمل طور پر یہ سڑکیں بن چکی ہیں تو price usually over and above جاتی ہے یہ less کیوں ہے؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ بات بہت واضح ہے کہ جب بھی کوئی ٹینڈر لیا جاتا ہے تو اس کی ایک قیمت مقرر کی جاتی ہے اور جب وہ ٹینڈر کوئی submit کرتا ہے یا purchase کرتا ہے تو وہ definitely دو فیصد یا ایک فیصد below جاتا ہے۔ اس وجہ سے میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے اور اس میں یہی دیکھا گیا ہے کہ اس سے below ہی ہوا ہے کبھی اوپر نہیں جاتا۔ اگر یہ اوپر چلا جائے تو سارے ٹینڈر کو revise کرنا پڑتا ہے۔ یہ کوئی زیادہ فرق نہیں ہے اگر سولہ سڑکوں میں 7 ملین کا فرق ہے تو یہ اتنا بڑا فرق نہیں ہے۔ یہ نیچے آیا ہے کیونکہ competition میں جب ٹھیکیدار اس کو حاصل کرتے ہیں تو یہ below rates پر دیتے ہیں۔

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: جناب سپیکر! I want to ask a question on this, please. جب مختص شدہ ریٹ سے کم پر ٹینڈر دے رہے ہیں تو یہ بات بالکل واضح ہو گی کہ اگر کوئی کم قیمت پر سڑک بنا رہا ہے تو وہاں پر وہی حال ہو گا جیسا کہ ہمارے ایم پی اے صاحب نے کہا کہ وہ سڑکیں وقت سے پہلے ٹوٹ گئیں، ان کا بُرا حال ہے تو اگر وہ اتنے کم ریٹ پر بنا رہے ہیں جتنا کہ گورنمنٹ نے مختص کیا ہے تو It does not make sense, I would like کہ وزیر صاحب اسے explain کریں کہ یہ ایک پراجیکٹ کی certain price ہے اس سے کم پر کیسے جا سکتا ہے اور اس کی کوالٹی کو آپ کیسے maintain کر سکتے ہیں؟ بہت شکریہ

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں فاضل ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی نئی پریکٹس نہیں ہے۔ ہمیشہ ہی اسی طرح سے ہوتا رہا ہے اور یہ آج بھی اسی طرح ہو رہا ہے اور جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے تب سے اسی پریکٹس کے تحت چل رہا ہے اس میں ایک چیز بڑی واضح ہے کہ quality of work پر کوئی compromise نہیں ہے۔ اس میں کسی قسم کی چھوٹ نہیں دی جاتی اور یہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ جب competition ہوتا ہے تو اس میں ٹھیکیدار کم ریٹ دیتے ہیں لیکن وہ محکمے کی responsibility ہوتی ہے کہ وہ اس کی کوالٹی چیک کرے اور اگر اس کو کہیں بھی غلطی نظر آئے تو اس کو rectify کرنے کی responsibility بھی انہی کی ہوتی ہے اور وہ اس میں کرواتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! اگلا سوال آپ کا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جی، میرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! صفحہ ہی کھڑ پچ گیا ہے۔ (قہقہہ)

جی، سوال نمبر 71 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

تحصیل چنیوٹ 2005 تا 2007 میرٹ سے ہٹ کر
بیلداروں کی بھرتی کا معاملہ

*71: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہائی وے تحصیل چنیوٹ، ضلع جھنگ، ای ڈی او ورکس نے 2005 تا 2007 بیلدار بھرتی کئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بھرتی کرتے وقت میرٹ کو نظر انداز کر کے مستحق لوگوں کے ساتھ ناانصافی کی گئی، اس کی وجہ بیان کریں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) درست نہ ہے۔ محکمہ ورکس اینڈ سروسز جھنگ میں سال 2005 تا 2007 کوئی نئی بھرتی نہ کی گئی ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: اس کا جواب انہوں نے تفصیل سے نہیں دیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے تو اوپر سے ان کا مطلب پچھلے سوال کا جواب ہے؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس کا جز (الف) نہیں پڑھا اور اگر جز (الف) پڑھ لیتے تو جو (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، سمجھ آ جاتا۔ اگر (الف) پڑھ لیں تو (ب) کی سمجھ آ جائے گی اور اگر (الف) ہی نہیں پڑھیں گے تو (ب) کی سمجھ نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنی گپ شپ کا ٹائم بھی درمیان میں نکالنا ہوتا ہے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان کا سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہائی وے تحصیل چنیوٹ، ضلع جھنگ، ای ڈی او (ورکس) نے 2005 تا 2007 بیلدار بھرتی کئے؟"

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ انہیں (الف، ب) ہی نہیں آتی۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔انہوں نے یہ نہیں کہا۔انہوں نے کہا ہے کہ آپ نے جز(الف) نہیں پڑھا۔ آپ سمجھے نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ دیکھیں، میں اس ہاؤس کا حصہ ہوں، آپ ہمارے custodian ہیں۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ایک وزیر اٹھے اور وہ ایک ممبر کو یہ کہہ دے کہ اسے (الف،ب) ہی نہیں آتی۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔not at all ایسی بات وہ کر بھی نہیں سکتے اور انہوں نے کی بھی نہیں ہے۔ آپ نے غلط سُنی ہے، کسی نے آپ کو غلط بتادیا ہے۔(قہقہے)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ کسی نے مجھے غلط بتادیا ہے۔کیا مجھے یہ بھی نہیں پتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، آپ گپ شپ میں مصروف تھے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ ریکارڈنگ منگوالیں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے یہ کہا ہے کہ آپ نے جز(الف) نہیں پڑھا اس لئے جز(ب) کی سمجھ نہیں آئی۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو clear کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی یہ بات کہی تھی کہ انہوں نے جز(الف) نہیں پڑھا بلکہ انہوں نے جز(ب) پڑھا ہے اور اگر جز(الف) پڑھ لیتے تو پھر ان کو جز(ب) کی بھی سمجھ آجاتی کہ جز(ب) میں کیا لکھا ہوا ہے تو اس میں سوال یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے محکمہ ہائی وے تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ (EDO (Works نے 07-2005 تک بیلدار بھرتی کئے۔" اس کا جواب تھا کہ درست نہ ہے۔محکمہ ورکس اینڈ سروسز جھنگ میں سال 07-2005 کوئی نئی بھرتی نہ کی گئی ہے اور انہوں نے جو جز(ب) میں دوسرا سوال کیا ہے وہ یہ تھا کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ بھرتی کرتے وقت میرٹ کو نظرانداز کر کے مستحق لوگوں کے ساتھ ناانصافی کی گئی، اس کی وجہ بیان کریں؟" تو یہاں پر جز(ب) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔چونکہ بھرتی ہی نہیں ہوئی تو اس میں بے ضابطگی اور میرٹ کو نظرانداز کرنے کا تو مسئلہ ہی نہیں رہتا تو میرا خیال ہے کہ ان کو misunderstanding ہوئی ہے اور یہاں کسی نے شرارت کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اب انہوں نے بیٹھتے بیٹھتے ایک اور فقرہ کسا ہے کہ ''یہاں کسی نے شرارت کی ہے'' اگر کوئی ممبر بات کرے تو کیا وہ شرارت کرتا ہے؟ دیکھیں کہ انہوں نے دوبارہ اپنی زبان سے یہ بات مانی ہے کہ انہوں نے آج تک جز(الف) نہیں پڑھا اور انہیں جز(ب) کی کیسے سمجھ آئے گی۔

جناب سپیکر: انہوں کہا ہے کہ آپ نے سوال کا جز(الف) نہیں پڑھا جس کا جواب آیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ ان کی تسلیاں اور صفایاں دے رہے ہیں اور وہ بار بار اُسی بات پر بضد ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ اگر جز(الف) پڑھا ہوتا تو بات انہیں سمجھ آتی۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہو سکتا اور وہ ایسا کر ہی نہیں سکتے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں پھر واضح کرنا چاہتا ہوں اور چوتھی دفعہ واضح کر رہا ہوں کہ ان کو میں نے پہلے کہا ہے کہ اگر آپ نے جز(الف) پڑھا ہوتا تو آپ کو جز(ب) کی بھی سمجھ آجاتی تو انہوں نے جز(الف) پڑھا ہی نہیں جس کی وجہ سے ان کو جز(ب) کی سمجھ نہیں آئی اس لئے بات clear ہو گئی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ان کو چاہئے کہ ان باتوں میں ٹائم ضائع نہ کریں اور ان کو organize کریں کہ اس serious matter پر سوال اور جواب serious لیں اور مذاق نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، وہ سوال کو serious لے رہے ہیں اور جواب بھی serious دے رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ یہ جو لفظ بھرتی کا لکھا گیا ہے کہ محکمہ نے اس دوران کوئی بیلدار بھرتی نہیں کئے کیا اس میں وہ لوگ شامل ہیں جو daily wages ہیں یا daily wages پر محکمہ بیلدار بھرتی کر رہا ہے، کیا ان کو بھی یہ لوگ بھرتی میں شمار کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے؟ یہ C&W محکمہ میں جو daily wages پر بیلدار رکھتے ہیں اور ان کے اندر جو کچھ ہوتا ہے آپ کے بھی علم میں ہے اور کیا وہ ان کو بھرتی میں لا رہے ہیں یا ان کو exclude کیا ہوا ہے اور دوسری میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ کیا منسٹری میں کوئی shuffling کا معاملہ ہے جو آپ C&W کے جواب دے رہے ہیں؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ صرف ان کے سوال کا جواب دیں۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پہلی بات جو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ reshuffling کا معاملہ کوئی نہیں ہے۔ جب سے اس اسمبلی کا پچھلے سال سے سیشن شروع ہوا ہے تب سے ہی میں تین محکموں کو deal کر رہا ہوں اور یہ میرے ساتھ ہی تھا اور دوسری بات یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس بات کو چھوڑ دیں۔ وہ آپ کی بات سمجھ گئے ہیں اور جو بات انہوں نے کی ہے وہ بتا دیں۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ان کا سوال بالکل نیا سوال ہے اور جس میں، میں اس کو بالکل categorically clear نہیں بتا سکتا۔ اگر دوبارہ اس کے بارے میں نیا سوال کر دیں تو میں ان کو بتا دوں گا کہ daily wages والے اس میں ہیں یا نہیں ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات بڑی simple سی ہے۔ کھوسہ صاحب بھی ماشاء اللہ بہت learned ہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ابھی جو جواب دیا جا رہا ہے ان کو پتا ہے کہ daily wages کے اندر کیا ہو رہا ہے اور میں نے صرف یہ سوال کیا ہے کہ "کیا ان بھرتیوں میں daily wages پر جو لوگ رکھے جا رہے ہیں وہ بھی شامل ہیں؟" اس کا جواب آنا چاہئے تھا کہ ہاں وہ بھی شامل ہیں کیونکہ ان کو بھی خزانہ سے پیسا ادا ہو رہا ہے، وہاں سے جب ان کو پیسا مل رہا ہے، ان کو گیارہ مہینے رکھنے کے بعد پھر ایک ہفتہ کے gap کے بعد پھر دوبارہ رکھ لیا جاتا ہے۔ ان کو اگر رکھا جا رہا ہے تو بتا دیا جائے کہ ہاں ان کو بھی بھرتی میں شمار کیا جا رہا ہے کیونکہ اس طرح سے تو محکمہ نے یہ جواب دے کر اپنے آپ کو بالکل clear کر لیا۔ یہ بالکل مبہم جواب ہے اور انہوں نے یہ لکھ دیا کہ ہم نے بھرتی نہیں کی۔ ہاں میں مانتا ہوں کہ انہوں نے کوئی بھرتی نہیں کی لیکن وہ اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں تو یہ اس میں بتا دیں کیا daily wages اس میں شامل ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی فاضل ممبر سے عرض کیا ہے کہ یہ ایک نیا سوال بنتا ہے۔ اس میں چونکہ بھرتی کا معاملہ ہے اور یہ بھرتی قواعد وضوابط اور پالیسی کے تحت کی جاتی ہے۔اس کے بارے میں حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال آیا تھا اور اس کا میں نے مکمل طور پر جواب دے دیا ہے اور اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی مزید وضاحت انہیں چاہئے تو مجھے بتادیں تو میں کل ان کو اس چیز کی وضاحت کر دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کو پھر pending کر دیں۔

جناب سپیکر: کس لئے اس کو pending کریں گے ؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ان کا نیا سوال بنتا ہے اور اس کا اس کے ساتھ کوئی relation نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ نیا سوال اپنی طرف سے دے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو پھر آپ کا حکم ہے لیکن ویسے یہ جواب صحیح نہیں ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، next question میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ تشریف رکھتے ہیں؟--- سوال نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 155 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے ؟

میاں نصیر احمد: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

چیف آرکیٹیکٹ ڈیپارٹمنٹ میں تعینات افسران واہلکاران ودیگر منصوبہ جات کی تفصیل

*155: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چیف آرکیٹیکٹ ڈیپارٹمنٹ میں تعینات افسران واہلکاران کے نام، عہدہ، تاریخ تعیناتی اور تنخواہ کے کی package تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

(ب) چیف آرکیٹیکٹ کی زیر نگرانی اس وقت زیر تعمیر منصوبوں کے بارے میں بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

(ج) کیا کسی منصوبے کے مکمل کرنے پر چیف آرکیٹیکٹ اوران کے عملہ کو انعام واکرام سے نوازا گیا ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو اس منصوبے کی رقم کے ساتھ ساتھ انعام کی رقم سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) افسران واہلکاران کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) آرکیٹیکچر ڈیپارٹمنٹ سالانہ ترقیاتی پروگرام اور ضلعی ترقیاتی منصوبوں کی آرکیٹیکچرل پلاننگ کرتا ہے۔زیر تعمیر بڑے منصوبوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں!

(د) تفصیل مندرج ذیل ہے نیز آرڈر کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

منصوبے کی رقم

چیف منسٹر سیکرٹریٹ	415.970 ملین

انعامی رقم

-1	زہرا اشرف،چیف آرکیٹکٹ	400000/-
-2	سلیم الرحمن،ڈائریکٹر آرکیٹکچر	100000/-
-3	آمنہ نسیم،ڈپٹی ڈائریکٹر آرکیٹکچر	75000/-

میاں نصیر احمد :جناب سپیکر!اس سوال کا جز(ج) ہے کہ ”کسی منصوبے کو مکمل کرنے پر چیف آرکیٹیکٹ اور ان کے عملے کو انعام واکرام سے نوازا گیا ہے“ تو اس میں مجھے مثال دی گئی ہے کہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ بنایا گیا تھا اور اس سلسلے میں جو ان کے چیف آرکیٹیکٹ ہیں ان کو چار لاکھ روپے دیئے گئے اور ان کے ساتھ ایک خالد مختار کھوکھر صاحب کو دو لاکھ روپے دیئے گئے اور اس طرح کوئی پانچ آدمیوں کی ٹیم ہے جن کو اس کے وقت کے بادشاہ سلامت نے انعام واکرام سے نوازا تھا۔یہ منصوبہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ جب شروع ہوا تھا تو دو سو ساٹھ ملین کا تھا اور اس کی completion چار سو پندرہ ملین پر ہوئی تھی اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت جو انعام واکرام دیا گیا تھا اس کی کیا وجہ تھی یا کیا اس کی وجہ یہ بنائی گئی ہے کہ اس پراجیکٹ کی لاگت کو دو سو ملین بڑھا دیا گیا ہے یا اس کے اندر اس کی ٹوٹل لاگت کو ڈبل figures میں بتایا گیا ہے،اس کی کیا وجہ بنائی گئی ہے کہ ان کو انعام وکرام دیا گیا ہے؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات(ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جب بھی کوئی منصوبہ شروع ہوتا ہے تو اس میں extensions ہوتی رہتی ہیں جیسا کہ ہماری نئی اسمبلی جو بن رہی ہے اس کے اندر بھی بہت سی ردوبدل ہوئی ہے اور بہت سے اخراجات بڑھے ہیں تو ممکن ہے اس وقت یہ منصوبہ بھی کچھ چھوٹے level کا ہو اور اس کے بعد extend کر دیا گیا ہو اور اس میں جو انعامی رقم دی گئی ہے یہ چیف منسٹر کی اس وقت power تھی اور وہ دے سکتے تھے اس لئے انہوں نے دیئے ہیں۔ یہ ان کو بھی پتا ہے کہ کون سے چیف منسٹر تھے اور انہوں نے اپنی مرضی سے دیئے ہیں۔ یہ ان کی power میں تھے تو اس لئے اس نے اپنی اس power کو استعمال کرتے ہوئے دیئے ہیں تو اس لئے قانون کے خلاف بات نہیں ہوئی اور قانون کے دائرہ کے اندر سب کچھ ہوا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں منسٹر صاحب نے جس قانون کی بات کی ہے میں ان کی بالکل تائید کرتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب کی power ہیں کہ وہ یقیناً سرکاری خزانہ سے انعامات دے سکتے ہیں اور اس کے ساتھ جو اس نے مجھے 80 کے قریب منصوبہ جات کی لسٹ دی ہے جس میں جنرل ہسپتال کا منصوبہ ہے جو 2006 کے اندر مکمل ہونا تھا اور اس کی ڈیڈ لائن دی گئی تھی لیکن وہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا اور وہ اسی ڈیپارٹمنٹ کے under ہے۔ اس کے بعد کوٹ لکھپت کے اندر ایک کالج ہے جس کو 2007 میں مکمل ہونا تھا جو ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا اور اس کے بنیادی structure میں کوئی تبدیلی نہیں لائی گئی اور اسی طرح قائداعظم لائبریری ہے اور وہ بھی ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ اسی طرح اور بھی بے تحاشا منصوبہ جات ہیں جو لاہور سے باہر کے ہیں اور رپورٹ کے مطابق ابھی تک مکمل نہیں ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسمبلی کی ابھی بات کی ہے۔ اسمبلی کی بلڈنگ 2006 میں مکمل ہونا تھی اور اس کے بنیادی structure میں کوئی تبدیلی بھی نہیں لائی گئی۔ اسی محکمے نے dome ڈیزائن کیا تھا اور وہ dome شیشے کا بننا تھا۔ پوری دنیا میں کروڑوں روپے کی advertisements کی گئیں کہ اس dome کو بنانے کے لئے ٹینڈر طلب کئے جائیں۔ محکمے کو یہ جواب آیا کہ آپ نے پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ کے لئے جو dome ڈیزائن کیا ہے وہ دنیا کی کوئی کمپنی نہیں بنا سکتی لیکن انھوں نے کروڑوں روپے خرچ کر کے اس dome کا بنیادی structure بنا دیا جو بلڈنگ 2006 میں مکمل ہونی تھی اب اس کی completion کی deadline 2009 دی گئی ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر انعام واکرام سے نوازا گیا ہے تو اس میں جو دو دو، تین تین سال کی تاخیر ہوئی ہے اور اس میں جو کروڑوں اربوں روپے کے

نقصانات ہوئے ہیں اس پر بھی محکمے کے کسی سرکاری افسر کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے؟ 80 منصوبہ جات میں سے 70 کے قریب منصوبہ جات ابھی تک مکمل نہیں ہو سکے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے جن دیگر منصوبہ جات کا ذکر کیا ہے وہ کسی طرح بھی اس سوال سے related نہیں ہیں۔

میاں نصیر احمد: آپ نے اسمبلی کی بات کی ہے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): پلیز! میری بات سنیں۔ میں نے اس لئے مثال دی تھی تاکہ بتا دیا جائے کہ جو لاگت بڑھتی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں۔ وہ کسی سڑک کے بارے میں ہو سکتی ہے، کسی ہسپتال کے بارے میں بھی ہو سکتی ہے۔ یہ changes آتی رہتی ہیں۔ معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ جن لوگوں نے ان منصوبوں میں delay کی ہے ان کے خلاف کیا گیا ہے۔ چونکہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے یہ انعامات دیئے تھے۔ ان کے پاس اتھارٹی تھی اور انھوں نے اس کے مطابق دیئے لہذا اس سے تو یہ چیز سامنے نہیں آ سکتی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال یہ نہیں تھا۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور ایسا پراجیکٹ ہے جس پر delay ہو رہی ہے یا اس کے بارے میں کوئی problems آ رہے ہیں تو یہ اس بارے میں mention کریں اور سوال دیں تو انھیں مکمل جواب دے دیا جائے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں کسی کنٹریکٹر کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں تو آرکیٹیکٹ ڈیپارٹمنٹ کی بات کر رہا ہوں کہ جتنے بھی delaying tacts ہوئے ہیں وہ سارے اس ڈیپارٹمنٹ کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ جہاں تک انھوں نے پنجاب اسمبلی کی بات کی ہے تو میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے کسی ڈیزائن یا سٹرکچر میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اس کے باوجود اس ڈیپارٹمنٹ نے دو سال کی delay اپنے ذمے لی ہے اور وہ اس لئے لی تھی کہ اس ڈیپارٹمنٹ کے خلاف کارروائی نہیں ہو سکتی۔ اگر وزیر صاحب کے علم میں کوئی ایسی بات ہے کہ پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ کے بنیادی سٹرکچر میں کوئی تبدیلی لائی گئی ہے تو وہ ایوان کے علم میں لائیں۔ ڈیپارٹمنٹ نے تو جو رپورٹ پیش کی ہے اس کے مطابق انھوں نے 2006 میں completion دینی تھی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کوئی specific سوال کریں اور اس کا جواب لیں۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! معزز رکن اسمبلی بلڈنگ کے بارے میں نیا سوال کر دیں تو ان کی تسلی کرا دی جائے گی اور visit بھی کرا دیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 353 ہے۔ Answer to be taken as read

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رنگ روڈ کی تعمیر کا منصوبہ، تخمینہ و دیگر معاملات

*353: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رنگ روڈ لاہور کی تعمیر کا منصوبہ کب بنایا گیا اور اس وقت اس کی تعمیر کا تخمینہ کیا بنایا گیا تھا؟

(ب) مذکورہ روڈ کی اب تک کتنی تعمیر کی جا چکی ہے اور اس پر کیا لاگت آئی ہے اور جن ٹھیکیداروں سے تعمیر کروائی گئی، ان کے نام مع لاگت کیا ہے؟

(ج) مذکورہ رنگ روڈ کا کتنا حصہ ابھی بقایا ہے، اس پر تعمیر کا تخمینہ کیا ہے اور کب تک مکمل کر لی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور رنگ روڈ کی مختلف alignments کے بارے میں studies گزشتہ سالوں کے دوران ہوتی رہی ہیں تاہم موجودہ منصوبہ پر 2004 میں نیسپاک کی مدد سے ڈیزائن کا کام شروع ہوا۔ اگست 2005 میں مجاز اتھارٹی کی منظوری کے وقت اس کی کل لمبائی (بشمول فیروز پور روڈ پر رنگ روڈ کی تعمیر) 61.5 کلو میٹر اور تخمینہ لاگت (بشمول لاگت حصول زمین) تقریباً 64۔ ارب روپے لگایا گیا تھا۔

(ب) لاہور رنگ روڈ فیز 1 (کل لمبائی 40.3 کلو میٹر) کے 17 حصے یا پیکج بنائے گئے ہیں۔ اس کے 13 پیکج مختلف فرموں کو ایوارڈ ہو چکے ہیں۔ اب تک تقریباً 17.3 کلو میٹر (43 فیصد) حصے پر کام تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ 6.4 کلو میٹر (16 فیصد) حصے میں کام درمیانی مرحلے میں ہے۔ 9 کلو میٹر (22 فیصد) حصے میں کام ابتدائی مرحلے میں ہے۔ فیز-1 کے بقایا 19 فیصد حصوں پر کام، حصول اراضی، بجلی، پانی، ٹیلیفون، گیس وغیرہ کی لائینوں کی منتقلی کے بعد الاٹ ہو گا۔

فیز-1 کی تعمیر پر اب تک مندرجہ ذیل لاگت آئی ہے:-

1- تعمیراتی کام (سول ورکس بشمول تنصیبات اور بجلی، پانی، ٹیلیفون، گیس وغیرہ کی لائینوں کی منتقلی):8162.106 ملین روپے

2- رقم ایوارڈ برائے حصول اراضی بشمول عمارات و دیگر تنصیبات وغیرہ (پیکج 1 تا 6-9-10-12-13-16-17)9665.940 ملین روپے

اب تک کی کل لاگت:

17828.046 ملین روپے (تقریباً 18- ارب روپے) فیز-11 (لمبائی تقریباً 47 کلو میٹر) جسے سدرن لوپ کہا جاتا ہے ابھی ابتدائی ڈیزائن اور حتمی منظوری کے مرحلے میں ہے-فیز-1 کے ٹھیکیداران فرموں کے نام اور ان کے کئے گئے کاموں کی لاگت annexure-A ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے-

(ج) فیز-1 (40.3 کلو میٹر) کے جاری اور بقایا حصوں کی تعمیر کا موجودہ تخمینہ تعمیراتی کام تقریباً 21.372-ارب روپے ہے، یعنی فیز-1 کے جاری اور بقایا حصوں کی تعمیر پر (علاوہ حصول اراضی) ابھی تک کے تخمینہ کے مطابق تقریباً 13-ارب روپے مزید لاگت آئے گی-فیز-1 کی تعمیر میں حصول اراضی کی تکمیل، تنصیبات کی منتقلی و دیگر formalities کی تکمیل کے بعد تقریباً اٹھارہ (18) ماہ کا مزید عرصہ درکار ہوگا، فیز-11 یعنی سدرن لوپ (لمبائی تقریباً 47 کلو میٹر) چونکہ ابھی ابتدائی ڈیزائن کے مرحلے میں ہے لہذا تخمینہ لاگت لگانا ابھی ممکن نہ ہے-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ طلعت یعقوب: وزیر صاحب کے محکمے نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس سوال کا جواب دیا ہے لہذا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے-

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے-محترمہ! اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے-

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 354 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے-

فیروزپور روڈ براستہ بھٹہ چوک ایئرپورٹ کو چوڑا کرنے کا مسئلہ

*354: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ٹرمینل کی main entrance جو کہ فیروزپور روڈ براستہ بھٹہ چوک ایئرپورٹ تک جاتی ہے کو چوڑا نہیں کیا جا سکا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کو چوڑا نہ کرنے کی وجہ ٹیلی فون ایکسچینج ہے، کیا متعلقہ محکمہ کو ٹیلی فون ایکسچینج کی عمارت کی منتقلی کے لئے لکھا گیا ہے، اگر ہاں تو کب اور اس وقت کیس کی پوزیشن کیا ہے نیز مذکورہ سڑک کو کب تک چوڑا کر دیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) فیروزپور روڈ سے ایئرپورٹ تک براستہ بھٹہ چوک سڑک کو سال 99-1998 اور 2000-1999 میں مندرجہ ذیل حصول میں چوڑا کیا گیا تھا:-

1-کلومیٹر 0.0 تا 5.06	20 فٹ سے 32 فٹ
2-کلومیٹر 5.06 تا 8.83	20 فٹ سے 40 فٹ
3-کلومیٹر 8.83 تا 13.30	20 فٹ سے دورویہ (چار لین)

ٹریفک کے موجودہ بہاؤ کو مدنظر رکھتے ہوئے سڑک کو فیروزپور روڈ سے سجپال تک (کلومیٹر 0.00 تا 8.83) دورویہ (چار لین) بنانے کی ضرورت ہے۔ البتہ سجپال تا برکی روڈ براستہ ایئرپورٹ (کلومیٹر 8.83 تا 13.30) دورویہ (چھ لین) سڑک زیر تعمیر ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ فیروزپور روڈ سے ڈی ایچ اے limits تک سڑک کو مزید چوڑا کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔ ٹیلی فون ایکسچینج کی منتقلی کے بارے میں متعلقہ محکمہ سے کوئی رابطہ نہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! اس سوال کا بھی بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا گیا ہے لہذا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) صاحب کی طرف سے ہے۔

راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 458 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی میں سڑکوں کی توسیع ومرمت کا مسئلہ

*458: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آئندہ تین سالوں میں موجودہ حکومت راولپنڈی میں کس کس سڑک کی توسیع، کشادگی، مرمت اور خوبصورتی کے لئے منصوبہ بنا رہی ہے؟

(ب) مذکورہ ہر ایک منصوبہ کتنی لاگت سے مکمل ہوگا اور کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف،ب) فی الحال ایسا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انھوں نے جز (الف) اور (ب) کا simple سا جواب دے دیا ہے کہ آئندہ تین سال تک راولپنڈی میں کوئی بھی سڑک تعمیر کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔یہ ذرا اس بارے میں واضح کریں۔میں دوسرا سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ big city package کے تحت آئندہ راولپنڈی شہر میں پچاس کروڑ روپے کی لاگت سے نئی سڑکیں تعمیر کی جائیں گی،آیا یہ درست ہے؟

جناب سپیکر: مجھے بھی سمجھ نہیں آئی۔پہلے مجھے سمجھائیں۔

راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال کے دو جز تھے اس میں جواب آیا ہے کہ آئندہ تین سال کے دوران راولپنڈی شہر میں کسی بھی قسم کی کوئی نئی سڑک تعمیر نہیں کی جائے گی پہلے تو یہ اس بارے میں وضاحت کر دیں۔میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ big city package کے تحت راولپنڈی شہر میں پچاس کروڑ روپے کی لاگت سے نئی سڑکیں تعمیر کی جائیں گی، کیا یہ درست ہے؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! چونکہ یہ سوال ہمارے محکمے کو address کیا گیا تھا اور ہمارے محکمے نے بڑا واضح جواب بتادیا ہے کہ آئندہ تین سالوں میں ہمارے محکمے کے ذریعے سے کوئی project زیر غور نہیں ہے اور نہ ہی کیا جا رہا ہے۔ اس میں ضلعی حکومت involve ہوتی ہے اور ضلعی حکومت ہی وہاں پر projects چلاتی ہے۔ ابھی معزز ممبر نے جو بتایا ہے کہ big city package کے تحت پچاس کروڑ روپے کی لاگت سے راولپنڈی میں کوئی projects لائے جا رہے ہیں تو شاید وہ ابھی initial stages پر ہیں۔ اس چیز کے بارے میں ہمیں identify کیا گیا ہے اور نہ ہی convey کیا گیا ہے یہ جیسے ہی ہمارے علم میں آئے گا تو پھر ان کو بتادیں گے کہ ایسی بات ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ منسٹر صاحب کے جواب سے مطمئن ہیں؟

راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): جی، میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری جاوید صاحب کی طرف سے ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 523 ہے۔ میں چاہوں گا کہ منسٹر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! سوال کا جواب پڑھ دیں۔

ضلع پاکپتن میں سڑکوں کی صورتحال واز سر نو تعمیر کا مسئلہ

*523: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پاکپتن تا دیپالپور سڑک کی بری حالت ہے محکمہ ہذا اس کی کشادگی و نئی تعمیر کے لئے کیا اقدامات کر رہا ہے اور کب مکمل ہو گی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پاک پتن سے عارف والا تک سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اس کی کشادگی و نئی تعمیر کے لئے محکمہ ہذا کیا اقدامات اٹھا رہا ہے اور کب تک نئی تعمیر مکمل ہو گی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پاکپتن سے ساہیوال تک سڑک کو دورویہ کیا جارہا ہے اس پر کب تک کام شروع ہوگا اور کب مکمل ہوگا اور موجودہ خراب صورتحال کو کب تک ٹھیک کر لیا جائے گا؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انھوں نے جو سوال کیا ہے میں پہلے وہ پڑھ لوں پھر جواب پڑھ دوں گا ان کے سوال کا جز (الف) ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ پاکپتن تا دیپالپور سڑک کی بری حالت ہے محکمہ ہذا اس کی کشادگی و نئی تعمیر کے لئے کیا اقدامات کر رہا ہے اور کب مکمل ہو جائے گی۔" یہاں اس کا جواب یہ ہے کہ "دیپالپور تا بونگہ حیات تک سڑک کی کشادگی و از سر نو تعمیر کا کام الاٹ کر دیا گیا ہے" لیکن چونکہ جواب پرانا ہے میں نے جو کل latest رپورٹ لی ہے اس کے مطابق کام شروع کر دیا ہے جبکہ بونگہ حیات سے پاکپتن سڑک بالکل ٹھیک ہے۔ یہ منصوبہ 10-2009 میں مکمل ہو جائے گا۔ معزز رکن سوال کے جز (ب) میں پوچھ رہے ہیں کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ پاکپتن سے عارف والا تک سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اس کی کشادگی و نئی تعمیر کے لئے محکمہ ہذا کیا اقدامات اٹھا رہا ہے اور کب تک نئی تعمیر مکمل ہو گی۔" اس کے جواب میں ہے کہ "پاکپتن تا عارف والا سڑک کی کشادگی و نئی تعمیر کا کام مارچ کے پہلے ہفتے میں شروع ہو چکا ہے اور اس کا کل تخمینہ پچاس کروڑ روپے ہے۔ اس کے لئے 09-5-2 کو 20 کروڑ روپے کے فنڈز ملے اور اس کی completion کی مدت 18 ماہ ہے، یہ منصوبہ 2010-11-1 کو مکمل ہو جائے گا۔ 20 کروڑ روپے میں سے 18 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں، اگلے مالی سال میں اس پراجیکٹ کے لئے 30 کروڑ روپے رکھے جا رہے ہیں"۔ ان کا تیسرا سوال یہ تھا کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ پاکپتن تا ساہیوال سڑک کو دو رویہ کیا جارہا ہے، اس پر کب تک کام شروع کیا جارہا ہے اور کب مکمل ہو گا، موجودہ صورتحال کو کب ٹھیک کر لیا جائے گا؟" سالانہ پروگرام 09-2008 میں بنیادی طور پر اس سڑک کی بہتری کا منصوبہ شامل کیا گیا تھا لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سڑک کو دورویہ کرنے کی منظوری دے دی ہے جس کا تخمینہ لاگت لگایا جارہا ہے جس کی منظوری کے بعد کام شروع ہو جائے گا اور 11-2010 میں مکمل ہو جائے گا لیکن اسی دوران اس سڑک کو بہتر کرنے کے لئے بھی کچھ کام کیا جارہا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے بڑی تفصیل سے سوال اور جواب دونوں پڑھے۔ میں سب سے پہلے تو آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ensure کریں کہ جب ایوان میں کسی محکمے کے سوال جواب ہوں تو متعلقہ محکموں کے

سیکرٹریز صاحبان یہاں تشریف لایا کریں چونکہ جو جونیئر آفیسرز یہاں آتے ہیں They are not competent enough. کہ وہ کسی چیز کو foresee کر سکیں یا ہمیں بتا سکیں۔

جناب سپیکر: ہمیں ان سے سروکار نہیں ہے۔آپ منسٹر صاحب سے بات کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! متعلقہ سیکرٹریز کو بھی یہاں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں اور آپ ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ منسٹر صاحب خود ذمہ دار ہیں۔ He should come

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): انشاء اللہ۔معزز وزیر نے جز (الف) کا جواب پڑھا ہے جس میں انھوں نے کہا ہے کہ دیپالپور تا بونگہ حیات کی کشادگی کا کام الاٹ کر دیا گیا ہے جبکہ بونگہ حیات تا پاکپتن سڑک بالکل ٹھیک حالت میں ہے۔میں اپنے بھائی کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو کام ہو رہا ہے وہ تو بونگہ حیات پاکپتن روڈ پر ہو رہا ہے اگر وہ بالکل ٹھیک حالت میں تھی تو پھر اس کا کام الاٹ کرنے کے بعد وہاں پر کام کیسے شروع ہو گیا ہے؟ اگر اب انھوں نے بونگہ حیات پاکپتن روڈ کا کام الاٹ کر دیا ہے تو پھر اس فرم کا نام اور تخمینہ لاگت بتا دیں؟

وزیر خوراک/مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جواب میں بڑا واضح طور پر لکھا ہے کہ "دیپالپور تا بونگہ حیات سڑک کی کشادگی اور از سر نو تعمیر کا کام الاٹ کر دیا گیا ہے" اس کا تخمینہ 481.996 million ہے یعنی 48 کروڑ 19 لاکھ 96 ہزار روپے ہے۔اس پر کام 31-12-2008 کو شروع ہوا ہے اور اس منصوبے کی مکمل ہونے کی مدت 18 ماہ ہے یعنی یہ منصوبہ 3-6-2010 میں مکمل ہو گا۔معزز رکن دو سڑکوں کو mix کر رہے ہیں۔ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی چیز رہ گئی ہو، printing میں نہ آ سکی ہو۔میں معزز رکن کے ساتھ بیٹھ کر clear کر لیتا ہوں کہ کون سے منصوبے کے حوالے سے معزز رکن پوچھ رہے ہیں اور پھر ان کو بتا دوں گا کہ اس کا کیا status ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہاؤس میں جو جوابات آئیں وہ صحیح ہونے چاہئیں۔محکمہ کو پابند کیا جائے کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔

جناب سپیکر: آپ اس کی نشاندہی کریں اگر غلط جواب دیا گیا ہو گا تو وزیر صاحب اس کا نوٹس لیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نشاندہی کر رہا ہوں کہ ہمارے ہاں پاکپتن سے بونگہ حیات کی سڑک پر کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: محکمہ اگر غلط جواب دے گا تو اس کا ہم نوٹس لیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): میں اسی بات کو آپ کے نوٹس میں لا رہا ہوں کہ محکمہ کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ بونگہ حیات، پاکپتن روڈ نہ صرف خراب تھی بلکہ اس پر کام بھی شروع ہو چکا ہے جبکہ یہاں پر کہا جا رہا ہے کہ یہ سڑک بالکل ٹھیک حالت میں ہے۔

وزیر خوراک/ مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے یہی عرض کیا ہے کہ یہاں پر دو سڑکوں کو mix کر دیا گیا ہے۔ میں ابھی معزز رکن کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں اور ان کو satisfy کر دیتا ہوں۔ اصل صورتحال کے بارے میں ان کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں جز(ب) کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیں بتایا جا رہا تھا کہ مارچ میں کام شروع ہو جائے گا۔ اگر پاکپتن عارف والا روڈ پر کام مارچ 2009 میں شروع ہو گیا ہے تو یہ کس فرم کو allot کیا گیا ہے؟

وزیر خوراک/ مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انھوں نے اپنے سوال میں اس بات کی وضاحت نہیں مانگی تھی۔ اگر یہ وضاحت لینا چاہتے ہیں تو میں تھوڑی دیر کے بعد اس ٹھیکیدار کا نام ان کو دے دوں گا۔ چونکہ سوال میں اس بابت وضاحت نہیں مانگی گئی اسی لئے یہ نہیں دیا گیا۔ اگر معزز رکن اس بارے میں information لینا چاہتے ہیں تو میں آدھے گھنٹے میں انہیں یہ information فراہم کر دوں گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آخر میں جز(ج) کے بارے میں گزارش کرنا چاہوں گا۔ میں یہاں پر اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کو خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں کہ پاکپتن، ساہیوال روڈ کو دو رویہ کرنے کا اعلان کر کے انہوں نے حضرت بابا فرید گنج شکر کی نگری کے لئے ایک ترقی کا راستہ کھولا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے پسماندہ علاقے کے لئے ایک بہت بڑا قدم ہے جس سے نہ صرف وہاں پر investment آئے گی بلکہ ہماری ترقی و خوشحالی کا سفر بھی شروع ہو جائے گا۔ میں چاہوں گا کہ یہ منصوبہ جلد از جلد مکمل ہو جائے۔ محکمہ نے یہ جواب 18-فروری کو دیا ہے۔ آج 15-جون کے اجلاس میں بھی یہ نہیں بتایا جا رہا ہے کہ کیا اس کا PC-I تیار ہو گیا ہے، کیا اس کی revise approval ہو گئی ہے یا نہیں، مہربانی کر کے یہ بتا دیا جائے کہ کیا اس کی revise approval ہو گئی ہے؟

وزیر خوراک/مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرے فاضل ممبر، بھائی کو اس تاخیر کا علم ہے۔ جب اس سڑک کا اعلان ہوا تو یہ بھی وہاں پر موجود تھے اور میں بھی وہاں پر موجود تھا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس وقت خصوصی شفقت فرمائی اور یہ اعلان کیا تھا۔ یہ اعلان گورنر راج سے کچھ دن پیشتر ہوا ہے۔ اس کے بعد جو تاخیر ہوئی ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ اس دورویہ سڑک کی announcement ہو چکی ہے، وزیر اعلیٰ صاحب کی اس بارے میں ہدایات جاری ہو چکی ہیں۔ اب اس کی ورکنگ ہو رہی ہے۔ جیسے ہی وزیر اعلیٰ صاحب دوبارہ ہمیں inform کریں گے یا بجٹ میں اس کے لئے پیسے رکھ دیئے گئے تو اس پر کام شروع ہو جائے گا۔ چودھری جاوید صاحب خود بھی وزیر اعلیٰ صاحب سے اس بارے میں وضاحت لے سکتے ہیں کہ آیا اس منصوبے کے لئے رقم allocate کر دی گئی ہے یا نہیں؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس منصوبے کے لئے اب وزیر اعلیٰ صاحب کی منظوری کی ضرورت نہیں ہے۔ انھوں نے orders کر دیئے ہیں، ان کی directions جا چکی ہیں، اب تو محکمہ نے codal formalities پوری کرنی ہیں۔ وزیر صاحب مجھے اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ ہفتہ، دس دن میں یہ formalities مکمل ہو جائیں گی اور اگلے مالی سال میں اس منصوبے پر کام شروع ہو جائے گا۔ That would be enough.

وزیر خوراک/مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اس بات کی یقین دہانی نہیں کروا سکتا کہ اس منصوبے پر ہفتہ یا دس دن میں کام شروع ہو جائے گا۔ اس بارے میں working ہو رہی ہے، اس کی designing مکمل کی جا رہی ہے۔ جب ہمیں اس منصوبے کے حوالے سے funds ملیں گے تو تب میں کوئی commitment کر سکتا ہوں کہ یہ منصوبہ کب شروع ہو گا۔ بہر حال on the floor of the House یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے منظوری دے دی ہے کہ ساہیوال تا پاکپتن دو رویہ سڑک بنائی جائے۔

جناب سپیکر: ندیم کامران صاحب! کیا آپ کے محکمہ کے سیکرٹری صاحب یہاں گیلری میں نہیں بیٹھے، کیا وہ یہاں نہیں آئے؟

وزیر خوراک/مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جی، نہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے سیکرٹری صاحب کو یہاں آنے کو نہیں کہا؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب تو نہیں آئے البتہ ایڈیشنل سیکرٹری آئے ہوئے ہیں۔ وہ گیلری میں بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو انھیں پابند کرنا چاہئے کہ متعلقہ محکمہ کے سیکرٹری یہاں آئیں۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جی، بہتر ہے۔ آئندہ سے انھیں پابند کیا جائے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس سوال کے حوالے سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس جواب میں محکمہ ہاؤس کے سامنے یہ commitment کر رہا ہے کہ "پاکپتن تا ساہیوال دورویہ سڑک 2010-11 میں مکمل ہو جائے گی۔" دو سال میں انھوں نے اس کو مکمل کرنا ہے۔ اگر codal formalities پوری کرنے میں چھ ماہ کا عرصہ لگ رہا ہے تو یہ project لیٹ ہو جائے گا لہذا میں یہ کہوں گا کہ اس project کو لیٹ نہیں ہونا چاہئے۔ میری صرف اتنی humble request ہے کہ اس بات کو ensure کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ خود بھی اس کی تھوڑی سی پیروی کریں، تھوڑی ہمت کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہمارے ایک پارلیمانی سیکرٹری صاحب سو رہے ہیں، ان کو ذرا جگا دیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): ان کو پارلیمانی سیکرٹری صاحب پر اعتراض ہے یا سونے پر؟

جناب سپیکر: میں نے کسی کو سوتے ہوئے نہیں دیکھا۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! چودھری جاوید احمد صاحب نے بالکل صحیح کہا ہے کہ جواب میں اس منصوبے کی completion کے بارے میں بتا دیا گیا ہے کہ 2010-11 میں اس کو مکمل کر لیا جائے گا تو میں گزارش کروں گا کہ جلد ہی اس کی formalities پوری کر لی جائیں گی۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔ اگلا سوال ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 558۔(معزز رکن نے ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 558 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جی، ہاں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور، فیصل آباد سڑک تعمیر کرنے والی کمپنی، لاگت و دیگر تفصیلات

*558: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور، فیصل آباد سڑک کس کمپنی نے کتنی لاگت اور کتنے وقت میں مکمل کی؟

(ب) اس سڑک کو تعمیر کرنے کے لئے کل کتنی کمپنیوں نے ٹینڈرز جمع کروائے اور سڑک کی تعمیر کرنے والی کمپنی کو کس بناء پر ٹھیکہ دیا گیا؟

(ج) لاہور، فیصل آباد سڑک پر کل کتنے ٹول ٹیکس پوائنٹ ہیں اور ایک عام کار کو لاہور سے فیصل آباد جانے تک کتنا ٹیکس دینا پڑتا ہے لاہور، فیصل آباد سڑک پر ٹول ٹیکس جمع کرنے والی کمپنی کا نام اور ٹھیکہ کا طریق کار کیا تھا اور اس ٹھیکہ میں کتنی کمپنیوں نے حصہ لیا؟

(د) لاہور گوجرانوالہ سڑک تعمیر کرنے والی کمپنی کو سڑک تعمیر کرنے کے لئے کتنا وقت دیا گیا تھا اور یہ اب تک مکمل کیوں نہیں ہوئی، تاخیر کی ذمہ دار کمپنی کے خلاف محکمہ نے اب تک کیا کارروائی کی ہے، اگر نہیں کی تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد دورویہ سڑک کی تعمیر بلڈ-آپریٹ اور ٹرانسفر (BOT) بنیاد لیفکو (پرائیویٹ) لمیٹڈ نے کلی طور پر اپنے سرمائے سے کی ہے اور اس میں حکومت پنجاب یا کسی دیگر حکومتی سرمائے کا استعمال نہیں کیا گیا۔ اس کی تعمیر پر 5.8۔ ارب روپے لاگت آئی ہے۔ لیفکو (پرائیویٹ) لمیٹڈ 25 سال تک اس کی maintenance کرے گی جس میں دو مرتبہ Asphalt کی تہہ بچھانا بھی شامل ہے۔ تخمینہ کے مطابق لیفکو کمپنی کا تقریباً 11۔ ارب خرچ ہوگا جو کہ کمپنی ٹول ٹیکس کی وصولی سے عرصہ معاہدہ میں پورا کرے گی۔ اس منصوبہ کی

مدت تکمیل 36 ماہ تھی لیکن کمپنی نے اسے 29 ماہ کی مدت میں مکمل کر لیا جو کہ شاہراہوں کی تعمیر میں اپنی جگہ ایک ریکارڈ ہے۔عموماً منصوبے بعد از میعاد ہی مکمل ہوتے ہیں۔

(ب) اس سڑک کی بلڈ آپریٹ اور ٹرانسفر (BOT) بنیاد پر تعمیر کے لئے محکمہ ہائی وے پنجاب نے اشتہار دیئے اور کمپنیوں نے bid میں حصہ لیا۔لیگو کمپنی کو ٹھیکہ سب سے کم بولی (bid) وسیع تجربہ اور اعلیٰ مالی ساکھ کی بنا پر جو کہ کنسورشیم کی انفرادی کمپنیوں کو حاصل تھا، کی بنیاد پر دیا گیا۔شاہراہوں کی تعمیر میں فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن (FWO)، خالد روف اینڈ کمپنی، حبیب رفیق اینڈ کمپنی اور سچل انجینئرنگ مواصلاتی سیکٹر میں مایہ ناز ملکی کمپنیاں ہیں۔

(ج) اس سڑک پر مندرجہ ذیل جگہوں پر از روئے معاہدہ ٹول ٹیکس پوائنٹ تعمیر کئے گئے ہیں:۔

کوٹ عبدالمالک، کدلتھی (شیخوپورہ) فیروز وٹواں، شاہ کوٹ، گٹ والا

اس سڑک پر لاہور سے فیصل آباد سفر کرنے والی کار کو مبلغ -/88 روپے ٹول ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ٹول ٹیکس کی منظور شدہ شرح سڑک کے استعمال پر منحصر ہے۔چونکہ یہ بی او ٹی منصوبہ ہے جس پر تمام لاگت پرائیویٹ سیکٹر نے کی ہے۔لیگو گورنمنٹ نوٹیفکیشن کے مطابق ٹول وصول کر رہی ہے۔ایف ڈبلیو او لیگو کا lead partner ہے۔ایف ڈبلیو او کا موٹر وے اور جی ٹی روڈ پر الیکٹرانک ٹول وصولی کا وسیع تجربہ ہے۔اس سڑک پر بھی ایف ڈبلیو او کو ٹول وصولی پر مامور کیا گیا ہے۔لیگو ٹول وصولی کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔

(د) متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: اس بارے میں کوئی ضمنی سوال؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال سے پہلے میں ذکر کرنا چاہوں گا کہ اس سوال کا جواب بالکل نامکمل ہے۔محکمہ C&W کی یہ روایت بن چکی ہے کہ اس مسئلے پر جب بھی کوئی سوال آتا ہے تو اس کا جواب نامکمل دیا جاتا ہے۔میں اس کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "اس سڑک کو تعمیر کرنے کے لئے کل کتنی کمپنیوں نے ٹینڈرز جمع کروائے؟" جواب کے اندر اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ بدنیتی پر مبنی ہے کیونکہ کسی اور کمپنی نے اس پراجیکٹ کے اندر ٹینڈر جمع کروائے ہی نہیں، صرف ایک کمپنی نے جمع کروائے۔دوسری کمپنی fictitious تھی اور اس کا پاکستان میں کوئی وجود نہیں ہے اس لئے مقابلہ نہیں ہوا۔آپ اس project کی رقم کو ملاحظہ کریں کہ یہ 5.8۔ارب روپے کا منصوبہ ہے۔میں

پچھلے ایک سال سے بار بار کوشش کر رہا ہوں کہ یہ فراڈ منظر عام پر آئے لیکن ہر بار محکمہ اس کو چھپا لیتا ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہم اس سوال کو pending کر کے اس کا مکمل جواب منگوا لیتے ہیں کیونکہ آپ اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں۔

وزیر خوراک/مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں ذرا اس کی وضاحت کر دوں تاکہ جو چیز نہیں بتائی گئی اس کا جواب وزیر صاحب حاصل کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ ٹول ٹیکس کا ٹھیکہ لینے کے لئے کتنی کمپنیوں نے حصہ لیا ہے؟ اس کا جواب بھی نہیں دیا گیا کہ کتنی کمپنیوں نے حصہ لیا۔

جناب سپیکر! اب آپ اس کے جواب کے اوپر آ جائیے۔ جواب کے جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ "لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد دو رویہ سڑک کی تعمیر بلڈ۔ آپریٹ اور ٹرانسفر (B.O.T) کی بنیاد پر لیٹکو (پرائیویٹ) لمیٹڈ نے کلی طور پر اپنے سرمائے سے کی ہے اور اس میں حکومت پنجاب یا کسی دیگر حکومتی سرمائے کا استعمال نہیں کیا گیا۔" میرا سوال یہ ہے کہ لیٹکو کے اندر جو چار partners ہیں اس میں F.W.O 60 percent کا partner ہے، کیا F.W.O کوئی پرائیویٹ ادارہ ہے، اگر پرائیویٹ ادارہ نہیں ہے تو پھر کیا اس ادارے نے جو رقم invest کی ہے وہ حکومتی ادارے کی رقم نہیں ہے؟ اس کا جواب بھی نہیں دیا گیا بلکہ غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ F.W.O. ایک سرکاری ادارہ ہے اور اس کی invest کی ہوئی رقم کو private investment نہیں کہا جا سکتا۔

جناب سپیکر! انھوں جواب میں کہا ہے کہ "اس منصوبہ کی مدت تکمیل 36 ماہ ہے لیکن کمپنی نے اسے 29 ماہ کی مدت میں مکمل کر لیا۔" جناب! agreement کے مطابق، اس secret agreenebt جس کے بارے میں آج تک لوگوں کو پتا نہیں اور ابھی تک یہ پراجیکٹ مکمل نہیں ہوا، مکمل کا مطلب ہوتا ہے کہ جو تمام چیزیں agreement کے اندر ہیں وہ مہیا کر دی گئی ہیں، میں نے ہمیشہ یہ بات کی ہے اور ہر اجلاس میں challenge کیا ہے کہ وہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا اس لئے اس کو

مکمل نہیں سمجھا جائے گا۔ ہاں، ایک طریقے سے یہ پراجیکٹ مکمل ہوا ہے کہ 29 ماہ کے اندر اندر Toll Tax وصول ہونا شروع ہو گیا جبکہ چیزیں ابھی مکمل نہیں تھیں۔ اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ 5۔ارب روپیہ لاگت آئی ہے اور ہم مبلغ 88 روپے Toll Tax ادا کرتے ہیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ Toll Tax کی منظور شدہ شرح سڑک کے استعمال پر منحصر ہے۔ میرا گاؤں پہلے Toll Tax سے چار کلو میٹر کے فاصلے پر ہے اور ان کے حساب سے مجھے وہاں پر تین روپے ٹیکس دینا چاہئے جبکہ میں ہر دفعہ 26 روپے ٹیکس دیتا ہوں اور ہر گاڑی 26 روپے ٹیکس دیتی ہے۔ یہ بھی غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے اور 88 روپے کا جو فراڈ انہوں نے چلایا وہ یہ ہے کہ پانچ Toll Tax ہیں، کسی پر 26 روپے، کسی پر 25 روپے اور کسی پر 21 روپے ہے، یہ کیوں divide کیا گیا؟ یہ اس لئے کیا گیا تاکہ لوگوں کو دھوکہ دیا جا سکے۔ چھوٹی سی چٹ لگا دی کہ جناب! اگر آپ کے پاس پچھلے Toll Plaza کی چٹ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی فرما کر اپنے ٹیلی فون بند کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب والا! جتنا مہنگا یہ پراجیکٹ ہے اور جتنا اس میں گھپلا ہوا ہے اس کے مطابق مجھے اس پر بات کرنے کا وقت دیا جائے۔ میں اپنی ستم ظریفی اور اس ایوان کی بے بسی سمجھتا ہوں کہ پچھلے ایک سال سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا اور بار بار ہم اسی کو take up کر رہے ہیں۔ میں نے اس مسئلے پر چار تحاریک جمع کروائی ہیں اور ایک بھی تحریک اپنے انجام کو نہیں پہنچ سکی۔ یہ وہی مسئلہ ہے جس میں سیکرٹری مواصلات و تعمیرات نے دستخط کئے ہیں اور اس وقت کی حکومت نے بھی اس پر دستخط کئے جس کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ صوبائی اسمبلی اس مسئلے پر کوئی قانون سازی نہیں کر سکتی، ہم تو ابھی اس مسئلے کو بھی حل نہیں کر سکے یہ تو مسئلہ ہی ٹیڑھا ہو گیا ہے۔ یہاں پر سارا جھوٹ بولا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف! آپ اس پر جواب دینا چاہتے ہیں یا اس سوال کو pending کر دیا جائے؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں، ٹائم بھی ختم ہو رہا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب والا! میں آخری جھوٹ بھی ثابت کر دوں اس کے بعد آپ سچ بولئے گا۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! فرمائیں۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):جناب والا!میں ایک منٹ میں ان کا جواب دینا چاہتا ہوں جو کہ بڑا ضروری ہے۔

میاں محمد رفیق:جناب والا!وقفہ سوالات کا وقت بڑھا دیا جائے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔وقت نہیں بڑھ سکتا۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):جناب والا!میں صرف اس سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں اور یہ بالکل صحیح بات کر رہے ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو حل ہونا چاہئے اور یہ بڑا اہم سوال ہے،اس کے جواب کا سب کو پتا ہونا چاہئے۔میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو ساری باتیں کر رہے ہیں اس میں ہوا کیا ہے اور آگے ہم اس کو کیسے proceed کر سکتے ہیں۔اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں دو منٹ میں ان کو جواب دے سکتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا:جناب والا!میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):آپ میری بات سن لیں،آپ کی سب باتیں اسی میں آ جائیں گی۔اس سے پیشتر بھی اس مسئلے پر ہاؤس کے سامنے دو دفعہ سوالات آئے اور دونوں دفعہ اس پر سیر حاصل بحث بھی ہوئی اور بہت سی چیزیں indicate کی گئیں کہ ایک ایسا خفیہ معاہدہ بنایا گیا جو آج تک سامنے نہیں آیا۔اس سارے سلسلے میں اس معزز ایوان میں سپیکر صاحب کی وساطت سے ایک کمیٹی بنائی گئی جو اس کو probe کرتی،جو اس کو دیکھتی۔اس سلسلے میں رانا ثناء اللہ صاحب کی زیر قیادت ایک کمیٹی بنائی گئی جس کا کم از کم میں ممبر نہیں تھا حالانکہ مجھے بھی اس کا ممبر ہونا چاہئے تھا۔بہر حال چونکہ یہ کمیٹی ہاؤس نے بنائی تھی اور سپیکر صاحب کی اجازت سے بنی تھی تو وہ کمیٹی بنائی گئی اور میرے علم کے مطابق اس کمیٹی کی تین یا چار میٹنگیں بھی ہوئیں جن میں سیکرٹری مواصلات و تعمیرات بھی آئے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ معاہدہ بھی اس کمیٹی کو دکھایا گیا۔اس کمیٹی کے ممبر ہی اس کی صحیح حقیقت بتا سکتے ہیں کہ دکھایا گیا کہ نہیں دکھایا گیا۔میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تمام باتیں بڑی valuable ہیں اور ان کو ہاؤس کے سامنے بھی آنا چاہئے۔اس کے لئے اس کمیٹی نے جو کام کیا ہے اس کی رپورٹ یہاں ایوان میں پیش ہونی چاہئے۔اگر اس رپورٹ میں کچھ کمی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ تحریک استحقاق لے کر آئیں اور جنہوں نے ابھی تک کام مکمل نہیں کیا ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ وزیر موصوف نے بھی فرمایا ہے اور ہمارے معزز رکن بھی ایک سال سے اس مسئلے کو take up کر رہے ہیں۔ کیا یہ ہاؤس اتنا بے بس ہے کہ اگر کسی آدمی نے گھپلا کیا ہے تو اس کے اوپر action بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمارا یہاں بیٹھنے کا فائدہ کیا ہے؟ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ کمیٹی کی جو رپورٹ ہے وہ ایوان میں پیش کی جائے۔ پہلی بات تو اس میں یہ ہے کہ جو complainant ہے اس کو اس کمیٹی کا ممبر ہونا چاہئے تھا۔ ان کو آپ اس میں شامل کریں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں دونوں کو اس میں شامل ہونا چاہئے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! اس سلسلے میں time fix کر دیں۔ مہینہ پندرہ دن جو بھی آپ مناسب خیال کریں اس میں یہ رپورٹ آنی چاہئے اور یہ معزز ایوان اور آپ اس پر کوئی فیصلہ کریں۔

جناب سپیکر: اس میں وزیر مواصلات و تعمیرات کو بھی شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ میجر صاحب کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ رانا صاحب آپ اس کو finalize کر چکے ہیں؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): وزیر قانون صاحب اگر اس پر وضاحت کر دیں تو ان کی کافی باتیں clear ہو جائیں گی اور میرا یہ خیال ہے کہ میجر صاحب تو پہلے ہی اس کمیٹی کے رکن بھی تھے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں اس کمیٹی میں شامل ہوں اور میں اس کی میٹنگوں میں بھی شامل رہا ہوں۔ جناب وزیر قانون نے مجھے پچھلے اجلاس میں اپنے چیمبر میں بھی بلایا تھا۔ اس میں رانا غوث جو اس محکمے کے focal person ہیں ان کو یہ ذمہ داری دی گئی تھی کہ وہ visit کر کے اس پر ایک رپورٹ پیش کریں گے۔ ان کو تین terms of reference دیئے گئے تھے کہ آیا یہ سڑک معاہدے کے مطابق بنی، اس سڑک کے بننے سے 120 کلو میٹر کے اندر جو لوگوں کو تکالیف ہوئیں وہ واضح کی جائیں۔ تیسری بات یہ تھی کہ agreement کے اندر کیا کیا problems ہیں، میں نے کوئی چھ چکر اس ڈیپارٹمنٹ کے لگائے ہیں صرف یہ پوچھنے کے لئے کہ کیا وہ رپورٹ تیار ہو گئی ہے؟ مجھے یہ بتایا گیا کہ جس کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا اس کی کہیں اور posting ہو گئی ہے۔ اس کی وضاحت تو وزیر قانون ہی

کر سکتے ہیں کیونکہ اس کی رپورٹ ان کے پاس آنی تھی۔ اب چار مہینے سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے لیکن وہ رپورٹ پیش نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر: چار مہینے پہلے کی بات ہے۔ اب یہ رپورٹ تیار ہو گئی ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میجر صاحب نے یہ معاملہ اٹھایا تھا اس کے اوپر کافی discussion ہوئی اور ان کے جو اعتراضات تھے اور جو باتیں انہوں نے pinpoint کیں وہ کافی reasonable اور وزنی تھیں۔ اس پر ایک کمیٹی تشکیل کی گئی اور میرے ذمہ یہ کام لگا اور میں نے سیکرٹری مواصلات و تعمیرات سے رابطہ کیا اور میں نے ان سے کہا کہ اس مسئلے پر جو بھی چیف انجینئر اس معاملے کو بہتر طور پر سمجھتا ہے ان کو بھیجیں۔ ان کے ساتھ میجر صاحب کی میٹنگ ہوئی اور اس پر اچھی طرح سے discussion ہوئی۔ اس کے بعد میجر صاحب کے اعتراضات کی روشنی میں یہ طریق کار طے ہوا کہ یہ چیزیں on ground دیکھ کر اس کے بعد ایک رپورٹ کمیٹی کو پیش کی جائے۔ اس کے بعد Toll Tax کے بارے میں فیصلہ کیا جائے۔ اس کے بعد دراصل ہوا یہ کہ پھر میجر صاحب بھی مصروف ہو گئے اور ہم بھی مصروف ہو گئے اور وہ مصروفیت تقریباً دو تین ماہ چلی۔ اس کے بعد پھر اس کے بارے میں خیال بھی کم رہا اور رابطہ بھی نہ رہا۔ اتنی دیر میں وہ focal person جن کا یہ ذکر کر رہے ہیں چیف انجینئر صاحب ریٹائر ہو گئے ہیں اور وہ گھر جا چکے ہیں۔ اب اس سلسلے میں دوبارہ ایک میٹنگ کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر مواصلات و تعمیرات کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو بھی ساتھ شامل کر لیتے ہیں اور بیٹھ جاتے ہیں۔ میجر صاحب کو پتا ہے کہ ساری باتیں discuss ہو چکی ہیں اور اس میں کوئی ایسا معاملہ نہیں تھا کہ وہ ہمارے سامنے معاہدہ نہیں پیش کرنا چاہتے یا وہ کوئی بہت خفیہ معاملہ ہے۔ ہر چیز سامنے آ گئی تھی۔ اس معاملے کو اسی اجلاس میں اگر آپ مناسب سمجھیں کل تو چونکہ بجٹ پیش ہونا ہے اگلے دن جب اجلاس ہو گا تو ان کو ہم بلا لیں گے اور بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کے لئے کوئی time frame بتا دیں کہ کتنے عرصے میں ہو جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ٹائم کا معاملہ یہ ہے کہ اگر یہ مناسب سمجھیں تو کل ہی متعلقہ چیف انجینئر کو اور سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کو بلوا کر اس معاملے کو

دوبارہ دیکھ لیتے ہیں لیکن جس آدمی کے ذمہ یہ سارا معاملہ لگا تھا وہ پتا نہیں موقع پر گیا بھی ہے یا نہیں؟ وہ سارا معاملہ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ اس کی جگہ پر جو نیا چیف انجینئر آیا ہو گا اس کو نئے سرے سے یہ سارا کرنا پڑے گا کیونکہ سابق چیف انجینئر ریٹائر ہو چکا ہے۔اس کے بعد تقریباً دو تین ماہ اپنے معاملات میں لگے رہے اور اس سے کچھ پوچھا ہی نہیں کہ تم وہاں گئے یا نہیں گئے کیونکہ ہم اس دوران سیڑھیوں پر اجلاس کرتے رہے۔اس میں جہاں ہمارا قصور بنتا ہے اس پر میجر صاحب بھی کوئی بری الذمہ نہیں ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! قانون میں یہ کہیں بھی نہیں ہے کہ ایک آدمی بے ایمانی کر کے ریٹائر ہو گیا ہے تو اس سے recovery نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کے بارے میں بے ایمانی کی بات نہیں کہی جا سکتی کیونکہ وہ ایسا بندہ ہی نہیں ہے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس چیف انجینئر کو تو سروے اور انکوائری کرنے کے لئے لگایا گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اب آپ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھیں۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔میں مانتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب کی مصروفیت بہت زیادہ تھی لیکن میں بالکل فارغ تھا اسی لئے میں نے کہا ہے کہ میں نے 6 چکر لگائے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو dispose of کر دیا جائے۔رانا صاحب! آپ لاء منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ان سے رابطہ کر لوں گا۔اس میں میری مصروفیت کی کوئی ایسی بات نہیں ہے۔دراصل بعد میں تو تقریباً ایک مہینہ یہ محکمہ ہی ان کے پاس رہا ہے، ان کو چاہئے تھا اس دوران یہ مسئلہ حل کر لیتے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)
وحدت کالونی لاہور میں اے بلاک سے ڈی بلاک تک
کی سروس روڈ کی تعمیر نو کا مسئلہ

*685: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی لاہور میں (اے) بلاک سے (ڈی) بلاک تک کی سروس روڈ جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی پچھلے کئی سالوں سے مرمت کی گئی ہے اور نہ اسے دوبارہ بنانے کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا مذکور بالا سروس روڈ میں پانی کے اخراج کے لئے سیوریج کا کوئی مناسب بندوبست ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور یہاں سیوریج سسٹم کب تک بن جائے گا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ سروس روڈ کب تک نئی بنا دی جائے گی اور اس کے سیوریج سسٹم کو ٹھیک کرنے کے لئے کب تک فنڈز مختص کر دیئے جائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سڑک اچھی حالت میں ہے۔

(ج) سروس روڈ کے پانی کا اخراج موجودہ سیوریج میں کیا جاتا ہے۔ تاہم جب زیادہ بارش ہو تو سیوریج کا تمام بھرنے کی وجہ سے کچھ دیر کے لئے سڑکوں پر پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ جوں ہی سیوریج کے نظام کا level گرتا ہے۔ سڑکوں کا پانی سیوریج میں بہہ جاتا ہے۔

(د) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لئے نہ تو سروس روڈ کو نئی بنیادوں پر بنانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی سیوریج سسٹم کو بہتر بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے۔

فیصل آباد سمندری روڈ بائی پاس سے ملحقہ سڑک کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*764: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد سمندری روڈ بائی پاس سے آگے سڑک کی تعمیر کب سے شروع ہے، اس کی لاگت کا تخمینہ کیا ہے، اس کا کنٹریکٹر کون ہے اور کب سے اسے کام دیا گیا نیز اس کی تکمیل کی مدت کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی تعمیر میں ناقص میٹریل استعمال کیا جارہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی تعمیر کی تکمیل کو مقررہ مدت سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کی تعمیر میں تاخیر کیوں ہوئی، اس کا ذمہ دار کون ہے، کیا ذمہ دار کے خلاف حکومت کارروائی کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں نیز یہ سڑک کب تک مکمل کرنے کا پروگرام ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) فیصل آباد سمندری روڈ بائی پاس سے آگے کا منصوبہ 09-02-2007 سے شروع ہے اور اس کا تخمینہ لاگت 811.774 ملین روپے ہے۔ یہ منصوبہ مندرجہ ذیل ٹھیکیداروں کو الاٹ کیا گیا ہے ان کے نام درج ذیل ہیں:-

1- میسرز زرائل کنسٹرکشن کمپنی کو گروپ نمبر 1 کلو میٹر 11.68 تا 26.68، لمبائی 15.00 کلو میٹر، لاگت 325.568 ملین روپے کا کام مورخہ 09-02-07 کو الاٹ کیا گیا جو کہ 31-12-08 تک مکمل ہونا تھا۔

2- میسرز شفیق برادرز اینڈ کمپنی کو گروپ نمبر 2 کلو میٹر 26.68 تا 42.84، لمبائی 16.16 کلو میٹر، لاگت 431.493 ملین روپے کا کام مورخہ 15-09-07 کو الاٹ کیا گیا جو کہ 14-09-08 تک مکمل ہونا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) اس ضمن میں تفصیل یہ ہے کہ دوران تکمیل جب کام شروع کیا گیا تو درج ذیل رکاوٹیں سڑک میں موجود تھیں اور ان کو متعلقہ محکموں نے کلیئر کرنا تھا تاکہ سڑک کا راستہ صاف ہو جائے۔

1- محکمہ جنگلات بابت کاٹنے درخت

2- محکمہ واپڈا بابت بدلنا بجلی کیس پول

3- محکمہ انہار برائے شفٹنگ پانی کے کھالہ جات 4- T.M.A برائے جگہ تبدیلی پانی سپلائی لائن

مزید اس بارے میں عرض ہے کہ اس سڑک کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ فنڈز کا دستیاب نہ ہونا ہے۔کیونکہ اس سڑک کے 811 ملین روپے مالیتی منصوبہ کے لئے 2005 سے 09-2008 تک صرف 275 ملین روپے مختص ہوئے۔

مندرجہ بالا وجوہات سے ظاہر ہے کہ اس سڑک کی تاخیر میں کوئی ذمہ دار نہ ہے۔اس سڑک کو 09-09-30 تک مکمل کرنے کے لئے اس مالی سال میں 09-06-30 تک مزید 100 ملین روپے فنڈز درکار ہیں اور بقیہ فنڈز 436 ملین روپے اگلے مالی سال میں درکار ہیں۔اگر مزید فنڈز مل گئے تو یہ منصوبہ 09-09-30 تک مکمل ہو جائے گا۔

ضلع خوشاب میں پچھلے پانچ سالوں میں سڑکوں کی تعمیرات کی تفصیلات

*913: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خوشاب میں پچھلے 5(پانچ) سالوں میں شاہرات کی نئی تعمیرات 11، مرمت 111 شوگر سیس کی تعمیرات و مرمت کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی تھی اور حلقہ وار پی پی۔39، پی پی۔40 اور پی پی۔41 میں کتنی سڑکیں بنائی گئیں اور مرمت ہوئیں اور کتنی رقم سڑکیں مرمت طلب ہونے کے باوجود lapse ہوئی یا surrender کی گئی؟

(ب) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کون سی نئی سڑک پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی اور کون سی سڑک پر مرمت کی مد میں پی پی۔39، پی پی۔40، پی پی۔41 اور پی پی۔42 کتنی رقم خرچ ہوئی اور جو فنڈ lapse اور surrender ہوئے ان کے خلاف حکومت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع خوشاب میں پچھلے پانچ سالوں میں مندرجہ ذیل حلقہ وار سڑکات کی تعمیرات اور مرمت ہوئی۔

حلقہ نمبر	تعمیرات			مرمت		
	تعداد	الاٹمنٹ	خرچہ	تعداد	الاٹمنٹ	خرچہ
پی پی 39	3	38.509 ملین	38.503 ملین	3	38.550 ملین	38.550 ملین
پی پی 40	10	85.888 ملین	83.344 ملین	-	-	-
پی پی 41	5	503.583 ملین	441.537 ملین	2	19.831 ملین	19.831 ملین

پچھلے پانچ سالوں میں کوئی رقم surrender نہیں ہوئی تاہم 81.247 ملین روپے lapse ہوئی۔ lapse ہونے کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:-

1۔ فنڈز مالی سال کے ماہ مئی میں موصول ہوئے جو کہ وقت کی کمی ہونے کی وجہ سے ختم نہ ہو سکے۔

2۔ دیہات کے دو فریق ضلع ناظم اور متعلقہ ممبر صوبائی اسمبلی کے درمیان راستہ متنازعہ ہونے کی وجہ سے کام بند ہو گیا، جس کی وجہ سے فنڈز ختم نہ ہو سکے۔

3۔ آبادی میں راستہ میسر نہ ہونے کی وجہ سے فنڈز خرچ نہ ہو سکے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں جن نئی سڑکات پر رقم خرچ کی گئی اور جو فنڈز lapse ہوئے ان کی تفصیل صوبائی حلقہ وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سب ڈویژن گوجر خان میں بیلداروں کے مسائل

*922: راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سب ڈویژن گوجر خان میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے بیلداروں کی ماہانہ تنخواہ کتنی ہے؟

(ب) بیلداروں کا عرصہ کنٹریکٹ کتنا ہے اور اس میں توسیع کتنے عرصے کے لئے ہوتی ہے نیز یہ کہ تحصیل سب ڈویژن گوجر خان میں اس وقت کتنے بیلدار کتنے عرصے سے کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں؟

(ج) مذکورہ بیلدار جو کہ کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں ان کی موجودہ ماہانہ تنخواہ کتنی ہے اور ڈیلی ویجز ورک چارج ملازمین کی موجودہ ماہانہ تنخواہ کتنی ہے؟

(د) اگر کنٹریکٹ پر کام کرنے والے اور ورک چارج ملازمین کی ماہانہ تنخواہ میں فرق ہے تو ایسا کیوں ہے جبکہ کام کی نوعیت بھی ایک طرح کی ہے؟

(ہ) حکومت پنجاب کی حالیہ پالیسی کے مطابق کہ ایک ملازم کی کم از کم تنخواہ 6 ہزار ہو گی کیا ان غریب کنٹریکٹ پر کام کرنے والے بیلداروں کی کم از کم تنخواہ 6 ہزار روپے ماہانہ کرنے کا ارادہ ہے؟

(و) کیا حکومت جو بیلدار گزشتہ چار سال سے مسلسل کام کر رہے ہیں ان کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) تحصیل گوجر خان میں صوبائی محکمہ شاہرات میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے بیلداروں کی ماہانہ تنخواہ تقریباً -/6000 روپے ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بیلداروں کا ابتدائی عرصہ کنٹریکٹ 3 سال ہے اس عرصہ میں مجاز آفیسر ضرورت کے مطابق توسیع کر سکتا ہے۔ تحصیل گوجر خان میں صوبائی محکمہ شاہرات کے ماتحت 6 بیلدار کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ جن کی تفصیل "الف" میں دی گئی ہے۔

(ج) کنٹریکٹ پر کام کرنے والے بیلداروں کی موجودہ ماہانہ تنخواہ ضمیمہ "الف" میں دی گئی ہے، نیز یہ کہ تحصیل گوجر خان میں ڈیلی ورک چارج ملازمین کی تنخواہ حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن کے مطابق -/3643 روپے ہے تاہم اس وقت تحصیل گوجر خان میں صوبائی محکمہ شاہرات کے ماتحت کوئی ورک چارج بیلدار کام نہیں کر رہا ہے۔

(د) کنٹریکٹ پر کام کرنے والے اور ورک چارج ملازمین میں ماہانہ تنخواہ میں فرق حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن کے مطابق ہے۔

(ہ) اس وقت تحصیل گوجر خان میں صوبائی محکمہ شاہرات میں کام کرنے والے تقریباً تمام کنٹریکٹ بیلداروں کی تنخواہ -/6000 روپے سے زیادہ ہے۔

(و) کنٹریکٹ بیلداروں کو ریگولر کرنے کا معاملہ حکومت پنجاب کی پالیسی پر منحصر ہے۔

واہگہ بارڈر تا لاہور شہر جی ٹی روڈ کی کشادگی و دیگر مسائل

*1040: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واہگہ بارڈر تالاہور شہر جی ٹی روڈ کی کشادگی کا منصوبہ بنایا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر 1965 کے شہدا کی قبریں اور یادگاریں قائم ہیں جو کہ سڑک کی کشادگی کی زد میں آ رہی ہیں؟

(ج) کیا حکومت سڑک کی کشادگی کے لئے مذکورہ یادگاریں اور قبروں کو کہیں منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو منصوبہ کی مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے-

(ب) یہ درست ہے-

(ج) سڑک کی حدود میں پانچ عدد یادگاریں آ رہی ہیں جن میں سے ایک یادگار منتقل ہو چکی ہے جبکہ بقایا یادگاریں ملٹری والے منتقل کر رہے ہیں-

صوبہ کے بڑے شہروں میں انڈر گراؤنڈ لائیٹ ریل چلانے کے اقدامات و دیگر تفصیلات

*1059: جناب محمد یار ہراج: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب صوبہ کے بڑے شہروں میں عوام کو انڈر گراؤنڈ ریل یا light rail کی سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کن شہروں میں یہ سہولت پہلے مہیا کی جائے گی اور آئندہ کے لئے فیز وار پروگرام کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ج) کیا موجودہ حکومت سابق حکومت کی طرف سے اس سلسلہ میں کئے گئے اقدامات کو آگے لے کر چلنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کیا اس مقصد کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں، اگر ہاں تو کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں اور اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت اس منصوبہ پر مشاورت کے لئے اور expert opinion حاصل کرنے کے لئے غیر ملکی ماہرین سے بھی رابطہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ پراجیکٹ کا تفصیلی جائزہ لینے کے لئے ٹیکنوکریٹس اور ارکان اسمبلی پر مشتمل کمیٹی تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور کیا حکومت اس کمیٹی کی مرتب کردہ سفارشات کو اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف،ب،ج،د،ہ) ایسا کوئی منصوبہ محکمہ C&W کے زیر غور نہ ہے۔

فیصل آباد سے ملتان تک موٹروے کی تعمیر

*1067: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں موٹروے کو extend کرنے کے لئے کیا صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت سے کوئی مشاورت کی ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا موجودہ موٹروے کو پنجاب میں توسیع دینے کے لئے صوبائی حکومت نے کوئی خصوصی رقم مختص کی ہے اگر ہاں تو کتنی اور اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا فیصل آباد سے ملتان تک موٹروے بنانے کا حکومت کا کوئی ارادہ ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ موٹروے کو مکمل کرنے کی ڈیڈلائن کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبائی حکومت نے اس سلسلے میں وفاقی حکومت سے کوئی مشاورت نہ کی ہے۔

(ب) کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔

(ج) یہ وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(د) غیر متعلقہ ہے۔

سرگودھا تا میلہ سڑک کی تعمیر کا مسئلہ

*1287: جناب طاہر احمد سندھو: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگودھا تا میلہ سڑک کب تعمیر کی گئی تھی؟

(ب) اس کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) کیا اس سڑک پر دراڑیں گڑھے اور کھڈے پڑ چکے ہیں؟

(د) کیااس سڑک کی تعمیر غیر معیاری ہے؟

(ہ) کیااس سلسلہ میں محکمہ کو کوئی شکایت کی گئی ہے،اگر شکایت کی گئی ہے تو اس پر کیا قدم اٹھایا گیاہے؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ کوٹ مومن بائی پاس ناقص تعمیر کی وجہ سے مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے، اس نقصان کا ذمہ دار کون ہے؟

(ز) کیاحکومت کوٹ مومن بائی پاس کی بہتر تعمیر کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) درحقیقت سرگودھا تا میلہ سڑک دو علیٰحدہ علیٰحدہ سڑکات ہیں۔

(i) سرگودھا33 پھاٹک تا کوٹ مومن جس کی لمبائی 32.60 کلو میٹر بشمول کوٹ مومن بائی پاس ہے یہ سڑک جون 2006 میں مکمل ہوئی۔

(ii) کوٹ مومن تامیلہ جس کی لمبائی 10.61 کلو میٹر ہے یہ سڑک جولائی 2005 میں مکمل ہوئی۔

(ب) درج بالا سڑکات کی تعمیر پر جو رقم خرچ کی گئی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(i)	سرگودھا33 پھاٹک تا کوٹ مومن سڑک بشمول کوٹ مومن بائی پاس	107.255 ملین
(ii)	کوٹ مومن سڑک تامیلہ سڑک	19.849 ملین

(ج) 33 پھاٹک تا کوٹ مومن سڑک کا ایک حصہ جو کوٹ مومن بائی پاس کہلاتا ہے اس کی تعمیر ہجن مائنز کے ساتھ ساتھ ہوئی ہے۔اس مائنز کی پختگی اور لائننگ سڑک بننے کے بعد کی گئی جس کی وجہ سے پانی کی diversion سڑک کے ساتھ بنادی گئی۔اس طرح کچھ جگہ سے پانی سڑک میں داخل ہونے کی وجہ سے کچھ جگہوں پر سڑک بیٹھ گئی ہے تاہم سڑک پر پیچ ورک کا کام جاری ہے۔

(د) سڑک کی تعمیر محکمہ ہائی وے کی تصریحات کے مطابق کی گئی ہے تاہم بعد ازاں وجوہات مندرجہ بالا کی وجہ سے سڑک کچھ جگہوں پر بیٹھ گئی ہے۔

(ہ) جی ہاں!اس سلسلے میں جناب ایم پی اے نے محکمہ مواصلات و تعمیرات کو شکایت کی جس پر محکمہ نے ایس ای،ہائی وے سرکل سرگودھا کی قیادت میں ایک ٹیم مقرر کی ہے جس

نے روڈ ریسرچ لیبارٹری کے ساتھ موقع پر حال ہی میں سڑک کی ٹیسٹنگ کی ہے۔روڈ ریسرچ لیبارٹری کی رپورٹ تاحال موصول نہ ہوئی ہے۔

(و) اوپر لکھی گئی وجوہات کی وجہ سے کوٹ مومن بائی پاس سڑک کچھ جگہوں پر بیٹھ گئی ہے۔ انکوائری ٹیم ٹیسٹنگ کر رہی ہے جس کے نتائج موصول ہونے کے بعد تعین کیا جائے گا کہ کون ذمہ دار ہے۔

(ز) اس سڑک کی بہتری کے سلسلے میں تاحال حکومت سے کوئی ریفرنس موصول نہ ہوا ہے تاہم سڑک پر معمول کی مرمت کا کام جاری ہے۔

میاں چنوں تلمبہ عبدالحکیم روڈ کی تعمیر کی صورتحال

*1338: رانا بابر حسین: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میاں چنوں تلمبہ عبدالحکیم روڈ کی تعمیر کا تخمینہ کتنا ہے، کتنی رقم آج تک اس منصوبہ پر خرچ ہو چکی ہے اور موقع پر کتنا کام ہوا ہے؟

(ب) اس کا ٹھیکہ کس ٹھیکیدار کو الاٹ کیا ہوا ہے، اس کے نام و پتاجات کی تفصیل بتائیں؟

(ج) یہ روڈ جن آفیسرز کی زیر نگرانی مکمل ہوئی، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس منصوبہ کی جلد از جلد تکمیل کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ہ) یہ روڈ کتنے فٹ کشادہ تعمیر کی جا رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) میاں چنوں تلمبہ عبدالحکیم روڈ کے دو پیکج ہیں۔پہلا پیکج کلو میٹر 000+0 سے شروع ہو کر کلو میٹر 500+12، دوسرا پیکج کلو میٹر 500+12 سے لے کر کلو میٹر 906+24 تک ختم ہوتا ہے۔ پہلے پیکج کا تخمینہ لاگت 153.760 ملین روپے ہے جبکہ دوسرے پیکج کا تخمینہ لاگت 163.960 روپے ہے۔ پہلے پیکج کا خرچہ 102.672 ملین روپے ہو چکا ہے۔ جب کہ دوسرے پیکج کا خرچہ 37.201 ملین روپے ہو چکا ہے۔ پہلے پیکج کی 8.88 کلو میٹر سڑک مکمل ہو چکی ہے جبکہ دوسرے پیکج کا 4.4 کلو میٹر پر پتھر (WBM Base) پڑ چکا ہے۔

(ب) پہلے پیکج کے ٹھیکیدار کا نام میسرز پراگریسو انٹرنیشنل، E-150 بلاک جے ون جوہر ٹاؤن لاہور ہے جبکہ دوسرے پیکج کے ٹھیکیدار کا نام میسرز ٹارمک پاک کمپنی، ہاؤس نمبر 33 آر می ہاؤسنگ سکیم DHA لاہور ہے۔

(ج) اس کام کے لئے Asian Development Bank قواعد کے مطابق M/S Associated Consulting Engineers (Pvt) Ltd اور M/S Indus Associated Consultants مقرر کئے گئے ہیں جبکہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے مندرجہ ذیل آفیسران اس کے انچارج ہیں۔

1- صفدر رضا، پراجیکٹ ڈائریکٹر گریڈ بی ایس 19
2- خالد محمود، ڈپٹی پراجیکٹ ڈائریکٹر (انجینئر انچارج) گریڈ بی ایس 18
3- ملک ریاست علی ڈپٹی پراجیکٹ ڈائریکٹر (انجینئر انچارج) گریڈ بی ایس 18 اب تبدیل ہو چکے ہیں۔
4- عدیل حیدر شاہ، اسسٹنٹ انجینئر گریڈ بی ایس 17

(د) ڈیپارٹمنٹ پوری کوشش کر رہا ہے کہ یہ سڑک جتنی جلدی ہو سکے مکمل ہو جائے۔ منصوبہ کی تکمیل اس سال جون تک متوقع ہے۔

(ہ) اس سڑک کی کشادگی ساڑھے چھبیس فٹ ہے جس میں 20 فٹ (TST) جبکہ ہر طرف تین فٹ تین انچ کے پکے شولڈر (DST) اور تین فٹ تین انچ کے کچے شولڈر ہیں۔

فیصل آباد سے سمندری تک دورویہ سڑک کی تعمیر کا مسئلہ

*1417: راؤ کاشف رحیم خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد سے سمندری تک دورویہ سڑک کی تعمیر کون سی کمپنیاں کر رہی ہیں؟

(ب) فیصل آباد سے سمندری دورویہ سڑک کی تعمیر کی لاگت کتنی ہے، اس کی تفصیل مہیا کی جائے اور تعمیر مدت کتنی ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) اگر سڑک دوران مدت تعمیر نہیں کی گئی ہے تو اس کی وجہ بتائیں کب تک تعمیر مکمل ہو گی اور دوران مدت تعمیر نہ کرنے والی کمپنی کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے، اگر کی گئی ہے تو تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) فیصل آباد سے سمندری کا منصوبہ دو ٹھیکیداروں کو الاٹ کیا گیا ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(I) میسرز رائل کنسٹرکشن کمپنی۔کلومیٹر نمبر11.68تا26.68، لمبائی15.00 کلومیٹر(گروپ نمبر1)

(II) میسرز رائل برادرز اینڈ کمپنی۔کلومیٹر نمبر26.68تا42.84، لمبائی16.16 کلومیٹر(گروپ نمبر2)

(ب) اس دو رویہ سڑک کا تخمینہ لاگت 811.774 ملین روپے ہے۔اس منصوبہ میں دو رویہ سڑک فیصل آباد بائی پاس سے سمندری تک جس کی لمبائی 31.16 کلومیٹر ہے بنانا مقصود ہے جس کی مدت تکمیل12ماہ تھی اور اس میں2009-12-31تک توسیع کر دی گئی ہے۔

(ج) سڑک دوران مدت تکمیل نہ ہو سکی کیونکہ دو رویہ سڑک کی تعمیر کے لئے درج ذیل محکمہ جات سے site clearance اور N.O.C درکار تھے۔

1۔ محکمہ جنگلات بابت کاٹنے درخت

2۔ محکمہ واپڈا بابت بدلنا بجلی کے پول

3۔ محکمہ انہار برائے شفٹنگ پانی کے کھالہ جات۔

4۔ T.M.A برائے جگہ تبدیل پانی سپلائی لائن۔

5۔ N.O.C محکمہ انہار بابت راستہ نزد بنگلہ سیال والہ۔

علاوہ ازیں تعمیر کے لئے فنڈز ایک ہی دفعہ مہیا نہ ہو سکے جو کہ تکمیل میں تاخیر کا باعث بنے۔ بقیہ فنڈز اگلے مالی سال 10-2009 کے شروع میں مہیا کر دیئے گئے تو یہ منصوبہ 2009-12-31 تک مکمل ہو جائے گا۔دوران مدت تعمیر مکمل نہ کرنے والی کمپنیوں کے خلاف کارروائی نہ کی گئی ہے۔

محکمہ میں سب انجینئر،ایس ڈی او،اوورسیئرز کی خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1563 راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ہذا میں سب انجینئرز کی ڈی پی سی آج سے قبل کب ہوئی ہے، اگر ڈی پی سی ہوئی ہے تو کتنے سب انجینئروں نے ایس ڈی اوز کے عہدے پر ترقی پائی ہے اور اگر ڈی پی سی نہیں ہوئی تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ب) محکمہ ہذا میں اس وقت کل کتنے اوور سیئرز کام کر رہے ہیں اوور سیئرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، اسی طرح ایس ڈی اوز کتنے کام کر رہے ہیں اور ایس ڈی اوز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، اس کے علاوہ روڈ انسپکٹروں کی کل کتنی اسامیاں ہیں، کتنی خالی ہیں اور کتنے روڈ انسپکٹرز اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں سب انجینئروں کی ایک ڈی پی سی 2007-04-17 کو ہوئی تھی۔ اس ڈی پی سی کی سفارش پر 12 سب انجینئروں کو ایس ڈی او کے عہدے پر ترقی دی گئی جبکہ دوسری ڈی پی سی 2008-09-09 کو ہوئی جس کی سفارش پر 26 سب انجینئروں کو ایس ڈی او کے عہدے پر ترقی دی گئی۔ محکمہ ہذا میں جلد ہی ایک اور ڈی پی سی کا انعقاد زیر غور ہے جس کے لئے بنیادی معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔

(ب) محکمہ ہذا میں اس وقت 947 اوور سیئرز کام کر رہے ہیں اور ان کی 218 اسامیاں خالی ہیں۔ اسی طرح محکمہ ہذا میں 351 ایس ڈی او کام کر رہے ہیں جبکہ 40 اسامیاں خالی ہیں۔ اس کے علاوہ روڈ انسپکٹروں کی کل 336 اسامیاں ہیں جن میں سے 58 خالی ہیں جبکہ 268 ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

ضلع خوشاب کے پل کا افتتاح و دیگر تفصیلات

*1621: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خوشاب کے پل کا افتتاح کب ہوا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس پل کے چالو ہونے سے پہلے اس کا ایک حصہ گر گیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پہلے کثیر رقم خرچ کر کے اس پل کا جنگلہ سیمنٹ کا بنایا گیا، مگر اب اس کو سٹیل کے جنگلے سے بدلا جا رہا ہے؟

(د) کیا حکومت غیر معیاری پل بنانے پر ٹھیکیدار اور سرکاری ذمہ دار افراد کے خلاف کوئی اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع خوشاب میں دریائے جہلم پر پل کا افتتاح مورخہ 27۔جون 2000 کو ہوا۔

(ب) درست نہ ہے۔ دوران تعمیر جب ٹھیکیدار نے گارڈر پائلوں کے اوپر رکھے اور ان میں ابھی وسطی گارڈر بننے تھے جو ان کو آپس میں مضبوطی سے جکڑتے ہیں ایک رات زوردار طوفان نے 4 عدد گارڈروں کو نیچے گرا دیا جس کو ٹھیکیدار نے اپنے خرچے سے دوبارہ مکمل کیا۔

(ج) یہ درست ہے۔ دوران تعمیر پل میں کچھ فنی نقائص پیدا ہو گئے تھے اور بدیں وجہ پل ڈیزائن کے مطابق ٹریفک کا متحمل نہ ہو سکتا تھا۔ لہذا ڈیزائن لوڈ کے مطابق ٹریفک چلانے کے لئے محکمہ نے کنکریٹ کا بھاری جنگلہ کم وزنی سٹیل جنگلہ میں تبدیل کر دیا۔

(د) محکمہ مواصلات و تعمیرات حکومت پنجاب نے اس پل کی ناقص تعمیر کا نوٹس لیتے ہوئے اس کی باقاعدہ انکوائری کروائی اور جو افسران اور ٹھیکیدار اس کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے ان کے خلاف انضباطی کارروائی کرتے ہوئے سزائیں دی گئیں۔

ضلع سرگودھا میں سڑکوں کی تعمیر کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*1717: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وائیڈننگ / امپرومنٹ سڑک از بھاگٹانوالہ (23 الف جنوبی) تا چک 29 جنوبی جھال معہ missing لنک لالو والی تا جھال 29 جنوبی ہمراہ متھہ لک مائنر و لنک سڑک ملانے موضع مانگنی دریا گاؤں (لمبائی 25.28) منظور ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک کا تخمینہ 84.689 ملین روپے اور فنی منظوری 82.279 ملین روپے تھی جس میں سے 30۔جون 2008 تک 60.745 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں اور بقایا سڑک کی تکمیل کے لئے سال 09-2008 میں 10.504 ملین روپے درکار ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے اس سکیم کو unfunded قرار دے دیا ہے اور سال 09-2008 میں اس سڑک کی تکمیل کے لئے کوئی فنڈز نہیں دیئے جا رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت بقایا سڑک کی تکمیل کے لئے سال 09-2008 میں مطلوبہ رقم 10.504 ملین روپے دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو یہ کب تک ادا کر دی جائے گی تاکہ سڑک کی تعمیر بلا تاخیر جلد مکمل ہو سکے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ وائیڈننگ /امپرومنٹ از بھاگٹانوالہ (23الف جنوبی) تا چک 29 جنوبی جھال معہ missing لنک لالووالی تا جھال 29 جنوبی ہمراہ مٹھہ لک مائنز و لنک سڑک ملانے موضع مانگنی دریا گاؤں (لمبائی 25.28) منظور ہوئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ سڑک کا تخمینہ لاگت 84.689 ملین بحوالہ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات پنجاب لاہور چٹھی نمبر SOH-I(C&W)1-16/2006 مورخہ 2007-01-27 منظوری ہوئی تھی اور اس کی فنی منظوری 82.279 ملین بحوالہ چیف انجینئر پنجاب ہائی وے لاہور کی چٹھی نمبری DB/91-187 مورخہ 2007-04-23 کو ہوئی تھی۔ جس میں سے 30۔ جون 2008 تک 60.745 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں اور بقایا سڑک کی تکمیل کے لئے سال 09-2008 میں 10.504 ملین درکار ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ سکیم سال 09-2008 میں unfunded ہو گئی تھی۔

(د) مطلوبہ رقم 10.504 ملین روپے بذریعہ چٹھی نمبر (C&W)5-1/2008-09 SOH-III مورخہ 2009-04-28 جاری کر دیئے گئے ہیں اور سڑک کا بقایا کام اسی مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

23 جنوبی تا آبادی کریم داد گجر روڈ ضلع سرگودھا کی تعمیر کا مسئلہ

*1718: چوہدری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تعمیر سڑک از 23 جنوبی تا علاقے آبادی کریم داد گجر (0.62KM) ضلع سرگودھا منظور ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سڑک کا تخمینہ1.388 ملین روپےاور اس کی فنی منظوری 1.442 ملین روپے تھی، سڑک کی تعمیر و تکمیل کے لئے تمام مطلوبہ فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں اور30۔جون2008تک ان میں سے0.748ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سڑک کی تکمیل کے لئے0.145ملین روپے درکار ہیں؟

(د) تمام فنڈز دستیاب ہونے کے باوجود سڑک کی تکمیل کیوں نہیں کی گئی اور جملہ فنڈز کیوں استعمال نہیں کئے جا سکے،اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہو گی؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے اس سکیم کو unfunded قرار دے کر اس کے بقایا فنڈز روک لئے ہیں؟

(و) حکومت بقایا سڑک کی تکمیل کیوں نہیں کرنا چاہتی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ تعمیر سڑک از 23 جنوبی تا علاقے آبادی کریم داد گجر(0.62KM) ضلع سرگودھا منظور ہوئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ سڑک کا تخمینہ لاگت 1.388 ملین بحوالہ چیف انجینئر پنجاب ہائی وے لاہور کی چٹھی نمبری Plg/346 مورخہ 06-12-2006 منظوری ہوئی تھی تاہم اس کی فنی منظوری1.390 ملین بحوالہ ایکسین ہائی وے سرگودھا کی چٹھی نمبری D/7527 مورخہ 08-12-2006 کو ہوئی تھی اور30۔جون 2008 تک 0.990 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) یہ درست ہے کہ سڑک کی تکمیل کے لئے0.145ملین روپے درکار تھے۔

(د) یہ درست ہے کہ تمام فنڈز دستیاب تھے لیکن مذکورہ ٹھیکیدار نے وقت پر سڑک مکمل نہ کی جس کی وجہ سے فنڈز استعمال نہ ہو سکے اور اس کا ذمہ دار ٹھیکیدار تھا۔

(ہ) یہ درست ہے کہ یہ سکیم سال 2008-09 کو unfunded ہو گئی تھی۔تاہم مطلوبہ رقم 0.145ملین روپے حکومت نے مورخہ 28-04-2009 کو جاری کر دیئے

(و) سڑک مکمل ہو گئی ہے۔

علی پور ضلع مظفر گڑھ شہر سے 6 کلو میٹر کے فاصلے پر
کراچی روڈ پر پنجند ہیڈ کی تعمیر کا مسئلہ

*1723: سردار عامر طلال گوپانگ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علی پور ضلع مظفر گڑھ شہر سے 6 کلو میٹر کے فاصلہ پر کراچی روڈ پر پنجند ہیڈ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دریائے پنجند کے اوپر جو پل بنایا گیا تھا وہ عرصہ تین سال سے انتہائی خستہ حالت کا شکار ہے؟

(ج) کیا حکومت اس پل کی تعمیر کے سلسلہ میں کوئی عملی اقدامات فوری طور پر کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) درست نہ ہے بلکہ علی پور (ضلع مظفر گڑھ) شہر سے ہیڈ پنجند کا فاصلہ 9.86 کلو میٹر ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ پل کی سلیب انتہائی خستہ حالی کا شکار تھی۔

(ج) حکومت پنجاب نے مورخہ 10۔فروری 2009 کو پل پر نئی سلیب ڈالنے کی منظوری دی جس کی مالیت 95.620 ملین تھی، مورخہ 27۔فروری 2009 کو کام کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا جس پر کام تیزی سے جاری ہے جو 30۔جون 2009 تک مکمل کر لیا جائے گا۔

رنگ روڈ لاہور کے فیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1794: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رنگ روڈ لاہور کو کتنے فیز میں تقسیم کیا گیا ہے؟

(ب) آج تک کتنے فیز کی تعمیر ہو چکی ہے اور کتنے فیز باقی ہیں؟

(ج) ہر فیز کی تکمیل پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور لائٹنگ و دیگر اشیاء پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) ہر فیز کی تعمیر کا ٹھیکہ کن کن پارٹیوں کو الاٹ ہوا، ہر پارٹی / ٹھیکیدار کا نام، پتا جات کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) آج تک ہر ٹھیکیدار کو کتنی رقم کی ادائیگی ہو چکی ہے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ فیزوار اور ٹھیکیدار وائز فراہم کریں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور رنگ روڈ کے شمالی حصے کو 17 فیز میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(ب) آج تک تین فیز کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور گیارہ فیز پر تعمیر کا کام جاری ہے۔

(ج) اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تعمیر کے ٹھیکہ جات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

1- خالد رؤف اینڈ کمپنی، گیمن پرائیویٹ لمٹیڈ JV (پیکیج نمبر 1)

2- سرور اینڈ کمپنی (پیکیج نمبر 2)

3- حبیب رفیق لمیٹڈ، خالد رؤف اینڈ کمپنی (پیکیج نمبر 3)

4- خالد رؤف اینڈ کمپنی (پیکیج نمبر 5،8)

5- این ایل سی انجینئرز (پیکیج نمبر 4،9،10،13،16)

6- Put Sarajevo (پیکیج نمبر 12)

7- جے اینڈ کے بلڈرز (پیکیج نمبر 6،7)

(ہ) رقوم کی ادائیگی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رنگ روڈ کے متاثرین کی ادائیگی و دیگر تفصیلات

*1795: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رنگ روڈ پیکیج نمبر 16 کے لئے کتنی اراضی کن کن افراد کی acquire کی گئی ہے؟

(ب) جن افراد کی اراضی ایکوائر یا حاصل کی گئی ہے ان کے نام و پتاجات اور اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس اراضی کے متاثرین کی ادائیگی کا طریق کار کیا اپنایا گیا ہے؟

(د) ان کو ان کی اراضی کے عوض کس حساب سے رقم کی ادائیگی کی جا رہی ہے؟

(ہ) اس علاقہ میں زمین کی مارکیٹ ویلیو کیا ہے اور حکومت کے کاغذات میں کیا ہے؟

(و) کیا حکومت اس پیکج کے متاثرین کو ادائیگی کے لئے ایم پی اے کی کمیٹی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ وہ اصل حقائق کی چھان بین کر کے متاثرین کو ادائیگی کرے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) رنگ روڈ پیکیج نمبر 16 کے لئے جتنی اراضی جن افراد سے لی گئی ہے ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن افراد کی اراضی ایکوائر یا حاصل کی گئی ہے ان کے نام فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) معاوضہ اراضی حاصل کرنے کے لئے زیر آمدہ رقبہ کا مالک ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے فرد ملکیت حاصل کر کے لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کو پیش کرتا ہے اور ساتھ ایک سو روپے مالیت کا اشٹام پیپر پر انڈیمنٹی بانڈ پر کر کے اصل کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ کے ساتھ لف کرتا ہے۔ایک اور آدمی سے اپنے ہمراہ شناخت کنندہ کے طور پر لے کر آتا ہے۔اس کے بعد مالک اراضی کو اس معاوضہ کا ووچر جاری کر دیا جاتا ہے جو کہ دفتر خزانہ سرکار سے پاس ہو کر مالک اراضی کے بنک اکاؤنٹ میں جمع ہو جاتا ہے۔

(د) پیکج 16 موضع لیل میں آبادی والی جگہ کا 80000 روپے فی مرلہ اور خالی جگہ کا 65000 روپے فی مرلہ اور موضع کوٹ ودھاوا سنگھ اور نتھا سنگھ اور بخشیش پورہ میں 65000 روپے فی مرلہ بمع 15 فیصد لازمی حصول اراضی الاؤنس معاوضہ اراضی کی گئی۔

(ہ) اس علاقے میں زمین کی مارکیٹ قیمت اوسط مبلغ۔/33960 روپے فی مرلہ ہے اور شیڈول میں۔/30000 روپے فی مرلہ ہے جبکہ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے زمین کی قیمت ۔/80000 روپے اور ۔/65000 روپے فی مرلہ بمع 15 فیصد لازمی حصول اراضی الاؤنس منظور کی ہے۔

(و) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں اس بابت کوئی بات زیر غور نہ ہے چونکہ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ میں ایسی کوئی شق موجود نہ ہے۔

کالا خطائی روڈ نارنگ کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ

*1980: جناب وسیم قادر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کالا خطائی روڈ نارنگ سے برکت ٹاؤن شاہدرہ تک جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کالا خطائی روڈ نارنگ کی تعمیر و مرمت آخری دفعہ کب اور کتنی لاگت سے ہوئی تھی اور اس کی تعمیر کن کن افسران کی زیر نگرانی کن کن ٹھیکیداروں نے کی تھی؟

(ج) کیا حکومت اس سڑک کی از سر نو تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) اس سڑک پر آخری دفعہ resurfacing سال 07-2006 میں 5.687 ملین کی لاگت سے ہوئی۔ آفیسران کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ نام ٹھیکیدار: وحید کارپوریشن

2۔ زیر نگرانی: ایکسین : ثناء اللہ چیمہ

ایس ڈی او : نسیم اختر

سب انجینئر: ظفر اقبال چیمہ

(ج) پوری سڑک کی تعمیر کے ٹینڈر ہو چکے ہیں اور کام جاری ہے۔

فیروزپور روڈ براستہ بھٹہ چوک ایئرپورٹ کی مین انٹرینس کو وسیع کرنے کا مسئلہ

*1981: جناب وسیم قادر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ایئرپورٹ کے نئے ٹرمینل کی مین انٹرینس جو کہ فیروزپور روڈ سے براستہ بھٹہ چوک ایئرپورٹ تک جاتی ہے کو وسیع نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا مسئلے کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور ایئرپورٹ کے نئے ٹرمینل کی مین انٹرینس جو کہ فیروزپور روڈ سے براستہ بھٹہ چوک ایئرپورٹ تک جاتی ہے سال 2000-1999 میں منظور شدہ تخمینہ لاگت کے مطابق وسیع کر دیا گیا تھا۔

(ب) موجودہ ٹریفک کے پیش نظر مین انٹرینس کی مزید توسیع حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے۔

سڑکوں کے پیچ ورک کی تفصیلات

*2066: جناب شاہجہاں احمد بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

حلقہ پی پی۔172 ضلع ننکانہ صاحب میں سال 2005 سے اب تک سڑکوں پر پیچ ورک کی مد میں کتنا فنڈ خرچ کیا گیا، سال وار تفصیل بتائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

حلقہ پی پی۔172 میں مختلف سڑکوں پر سپیشل مرمت /پیچ ورک سال 2005 سے خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	سپیشل مرمت	پیچ ورک
سال 2005-2006	- -	574000/-
سال 2006-2007	8972000/-	151000/-
سال 2007-2008	6533000/-	100000/-
سال 2008-2009	- -	174000/-

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس پر میرا supplementary question valid ہے۔ اس کمپنی کے contract سے میرا حلقہ بڑا متاثر ہو رہا ہے لہذا لیفکو کمپنی کا حکومت پنجاب کے ساتھ contract کو Assembly floor پر لایا جائے۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ بھی ان سے رابطہ رکھیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 858 کا جواب پورے ایک سال بعد آیا ہے لیکن وہ ہاؤس میں discuss نہیں ہو سکا لہذا میری گزارش ہے کہ اسے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب کا سوال pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایف آئی آر میں اغوا برائے تاوان کے نامزد ملزم کو رہا کرنا

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نون خان نیازی: جناب سپیکر! میں حکومت کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ چند دن پہلے میرے ڈسٹرکٹ میانوالی سے ثناء اللہ نامی شخص کو تاوان کے لئے اغوا کر لیا گیا۔ ہمیں اپنے sources سے پتا لگا کہ اس شخص کو کس نے اغوا کیا ہے اور وہ کہاں پر ہے۔ میں خود آئی جی پنجاب کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ مغوی جوہر آباد میں فلاں جگہ پر موجود ہے اور اسے فلاں فلاں لوگوں نے وہاں سے اتنے بجے shift کرنا ہے۔ آئی جی صاحب نے خوشاب پولیس کو حکم دیا جنہوں نے ریڈ کر کے ملزموں کو بھی گرفتار کر لیا اور 30 لاکھ تاوان کے لئے جو اغوا ہوا تھا اسے بھی بازیاب کرا لیا گیا۔ ڈی پی او خوشاب نے اس حوالے سے باقاعدہ پریس کانفرنس کی اور بتایا کہ ہم نے مغوی کو بازیاب کرایا ہے اور ایف آئی آر درج کر لی ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وارث جنجوعہ میانوالی سے ناظم یونین کونسل ہے اور جو اس واقعہ کا سرغنہ تھا اور ایف آئی آر میں نامزد تھا صبح کسی بااثر شخصیت کے کہنے پر اسے ایک رات تھانے میں رکھ کر چھوڑ دیا۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ اتنے خوفناک جرم میں آج پرچہ ہو رہا ہے، مغوی برآمد ہو رہا ہے، بندے arrest ہو رہے ہیں اور 12 گھنٹے کے بعد اس گروہ کے سرغنہ کو چھوڑ دیا گیا۔ لاء منسٹر صاحب سے میری درخواست ہے کہ اس ایوان کے اندر بتایا جائے کہ ایک پولیس افسر نے کس طرح ایک مجرم کو چھوڑا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم نیازی صاحب نے بڑی serious بات کی ہے کہ اغوا برائے تاوان کا ملزم ایف آئی آر میں نامزد تھا اور اسے بعد میں کسی کے کہنے پر، خواہ وہ بااثر ہو یا بے اثر ہو، اس کے کہنے پر چھوڑ دیا گیا ہے تو میں offhand اس بات کی تردید نہیں کر سکتا کیونکہ ایک معزز ممبر نے یہ بات کی۔ مجھے اس کے لئے کل تک کا ٹائم دیں میں نے اس کو نوٹ کر لیا ہے۔ کل ہی ڈی پی او خوشاب سے اس بارے میں معلومات حاصل کریں گے جیسے انہوں نے فرمایا ہے اگر ایسا نہ ہوا تو

ہم انہیں satisfy کریں گے اور اگر ایسا ہوا تو پھر جس بھی پولیس آفیسر نے ایک نامزد ملزم کو کسی بااثر آدمی کے کہنے پر چھوڑا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف تادیبی کارروائی ہوگی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک اہم بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ بات کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ خوشی خوشی اجازت دیں گے تو میں بات کر لیتی ہوں ورنہ بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہوگا تو آپ کو اجازت ہوگی۔

حکومتی پالیسی کے خلاف لاہور میں گرین بیلٹ پر ناجائز تعمیرات

(---جاری)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ابھی لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔ میں وزیر قانون صاحب کی توجہ چاہوں گی کہ ابھی 15 دن پہلے کا واقعہ ہے۔ بنک نے ایک defaulter کی گاڑی پکڑی۔ اس defaulter نے پولیس کو بلا لیا اور پولیس نے بنک کی گاڑی بنک کو دینے کی بجائے اس defaulter کو دے دی۔ اس قسم کے معاملات میں اگر پولیس کے ایس پیز بھی کوئی کارروائی نہیں کرتے تو پھر ہم کس سے بات کریں؟

جناب والا! میں یہاں پر ایک اور بات کرنا چاہتی ہوں کہ وقفہ سوالات میں جیسے ہی میرا سوال آیا، بدقسمتی سے اسی وقت وقفہ سوالات ختم ہو گیا۔ میں یہاں پر وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں ایک یہ بات بھی لانا چاہتی ہوں کہ میاں نصیر صاحب کا سوال نمبر 214، 13 فروری کے وقفہ سوالات میں take up ہوا تھا جس کے جواب میں وزیر قانون صاحب نے کہا تھا کہ گرین بیلٹ پر کسی بھی قسم کی کوئی encroachment نہیں ہو سکتی اور اس کی اجازت دی ہی نہیں جا سکتی۔ میں یہاں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ C-1/27 کا ایک سرونٹ کوارٹر already موجود ہے اور اسی گھر کے لئے دوسرے سرونٹ کوارٹر کی تعمیر گرین بیلٹ پر جاری ہے اور یہاں کے رہائشی اتنے powerful ہیں کہ انہوں نے نہ صرف یہ تعمیر جاری کی ہوئی ہے بلکہ اگر ان کے خلاف ان کے سامنے والا بندہ کوئی شکایت کرتا ہے تو حکومت کے پیسوں سے بنے ہوئے گیراج اور بیڈ روم کو گرا دیتے ہیں، انہیں ٹرانسفر کی دھمکیاں بھی دے رہے ہیں اور گھر خالی کروانے کے لئے انہیں ہر طریقے سے پریشان کر رہے ہیں۔

جناب والا! 13۔فروری کے وقفہ سوالات میں وزیر قانون صاحب کے یہ اپنے الفاظ ہیں کہ گرین بیلٹ پر کسی قسم کی بھی کوئی encroachment میں نہیں ہونے دوں گا۔ میں چاہوں گی کہ وزیر قانون صاحب میرے پہلے سوال کا جواب بھی دے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ متعلقہ کاغذات وزیر قانون صاحب کو بھجوادیں۔

محترمہ آمنہ الفت: میں بھجوادیتی ہوں لیکن میں چاہوں گی کہ میرے پہلے سوال کا جواب بھی وزیر قانون صاحب دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک بنکوں اور لیز پر لی ہوئی گاڑیوں کے default کرنے والوں کا معاملہ ہے تو اس میں پولیس کی پوزیشن اس طرح سے نہیں ہے۔ اس میں بات یہ ہے کہ بنک والوں کو بھی کم از کم کسی قانون، قاعدے اور rule کے تابع ہونا چاہئے۔ انھوں نے پرائیویٹ بد معاش رکھے ہوئے ہیں اور ان سے فی گاڑی پکڑنے کا rate طے کیا ہوا ہے۔ وہ لوگوں سے اس طرح گاڑی چھینتے ہیں جیسے ڈاکو کسی سے گاڑی چھینتے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ انھوں نے جہاں سے بھی گاڑی لینی ہے وہ متعلقہ تھانے میں رپورٹ درج کروائیں، کسی پولیس آفیسر کو ساتھ لیں اور پھر ایک معزز طریقے سے اس آدمی کو بتائیں کہ آپ کی گاڑی کی قسط short ہے تو آپ اس کی payment کریں یا یہ گاڑی دے دیں۔ جب وہ اس قسم کا عمل کرتے ہیں تو پھر بعض اوقات 15 پر call چلی جاتی ہے wireless message چلا جاتا ہے کہ ڈکیتی ہو گئی ہے اور گاڑی چھین لی گئی ہے۔ اس وجہ سے اس قسم کی دقت پیدا ہوتی ہے۔ اس میں بنک کے معاملات کو بھی regulate کرنے کے لئے پنجاب حکومت نے اس معاملے کو وفاقی حکومت کے سامنے اٹھایا ہے کہ آپ بنکوں کو اس بات کا پابند کریں کہ وہ اس style کو اختیار نہ کریں۔ انھوں نے جس معاملے کی نشاندہی کی ہے مجھے اس کا specifically نہیں پتا لیکن یہ مجھے اس کے particulars دے دیں تو میں اس کو inquire کر لیتا ہوں۔ اگر اس میں کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے تو پھر اس میں جو بھی ازالہ یا compensation بنتی ہو گی وہ دلوادیں گے۔

جناب والا! اس کے علاوہ جہاں تک گرین بیلٹ کا تعلق ہے تو میں نے کہا تھا کہ گرین بیلٹ پر کوئی encroachment نہیں ہو سکتی تو یہ بالکل درست ہے۔ یہ قانون اور rules ہیں کہ گرین بیلٹ پر تعمیر نہیں ہو سکتی لیکن جہاں کہیں یہ ہو رہی ہے تو آپ مجھے اس جگہ کے particulars فراہم کریں

تو میں specifically اس کا پتا کروا لیتا ہوں کہ وہاں پر کون آدمی کر رہا ہے اور یہ کیوں ہو رہی ہے؟ اس کے متعلق جو بھی قانون کی منشا ہے اس کے مطابق عمل ہوگا۔ قانونی طور پر گرین بیلٹ پر کوئی encroachment نہیں ہو سکتی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس میں ایک بات یہ بھی آپ کے اور وزیر قانون کے علم میں لانا چاہوں گی کہ قوانین کے اندر جو سقم ہے براہ مہربانی اس کو clear کرنے کے لئے کام کرنا چاہئے۔ آج بڑے بڑے بنک اس وجہ سے default ہو گئے ہیں اور انھوں نے بُرے حالات کی وجہ سے اپنے ملازمین کو نکال دیا ہے کیونکہ ہزاروں کے حساب سے گاڑیاں لوگ لے کر چلے گئے ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے جس وجہ سے بنک برے حالات کا شکار ہیں۔ یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے اس پر بات کرنے کے لئے وقت مختص کیا جائے اور جو تھوڑے سے قوانین ہیں جن کے بارے میں ابہام ہیں ان کو بھی clear کیا جائے۔

جناب والا! وزیر قانون صاحب کے سامنے جب بھی ہم کوئی معاملہ لے کر گئے ہیں تو انھوں نے ہمیشہ ہی مرحمت فرمائی ہے تو اس حوالے سے میرے پاس جو بھی متعلقہ کاغذات ہیں ان کو بھجوا دیتی ہوں کہ وہ ان کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! محترمہ نے کہا ہے کہ بنکوں کے بُرے حالات ہیں۔ آپ پوری دنیا میں دیکھیں کہ بنک ڈیڑھ یا 2 فیصد مارک اپ لیتے ہیں لیکن یہاں پر 22 فیصد تک مارک اپ لیا جا رہا ہے۔ بنکوں نے گاڑیوں، مکانات اور کاروبار میں عوام کا خون چوس کر خوبصورت دفاتر بنا رکھے ہیں۔ میں اس حد تک اتفاق کرتا ہوں کہ کوئی enactment ہونی چاہئے کہ جس طرح Banking Act, 2001 کا سیکشن 15 ہے اس میں یہ ہے کہ بنک منصف بھی خود ہے، وکیل بھی خود ہے، وہ سارا کام خود کرتا ہے اور وہ لوگوں کی جائیداد بیچتا ہے۔ رانا صاحب نے جس طرح فرمایا ہے کہ بنکوں نے غنڈے رکھے ہوئے ہیں۔ ان پڑھ غنڈوں کو یہ باقاعدہ ادائیگی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے ان گاڑیوں کے خریدار بھی لے رکھے ہیں کہ ایک family جا رہی ہوتی ہے کہ پیچھے سے وہ غنڈے آتے ہیں، اس family کو اتارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ پیدل چلے جائیں یہ گاڑی ہماری ہے پھر وہ گاڑی نیلام show کر کے اونے پونے روپوں میں فروخت کر کے ان کو دے دیتے ہیں جبکہ وہ بندہ پیچھے چلاتا ہے

کہ میرے پیسے لے لو میری تین اقساط short ہیں۔ وہ اس کو کہتے ہیں کہ نہیں جی آپ کی گاڑی ضبط ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بہن سے عرض کروں گا کہ وہ یہاں پر بنکوں کی وکالت نہ کریں البتہ عوام کی وکالت کریں کہ عوام کے لئے ہمیں enactment کروانی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ انتہائی معزز ممبر ہیں۔ اگر اس طرح اداروں کا استحقاق مجروح کیا جائے گا تو یہ بہتر نہیں ہے اور قانون سے بالاتر ہو کر قانون کو توڑنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔

رپورٹ (جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: سردار خالد سلیم بھٹی مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ میں سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ایوان میں رپورٹ پیش کریں۔

پنجاب جنرل پراویڈنٹ انوسٹمنٹ بل 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

سردار خالد سلیم بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں The Punjab General Provident Investment Bill, 2009 (Bill No.7 of 2009) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش ہوئی۔

پوائنٹ آف آرڈر

کرپٹ، قبضہ گروپ کے سربراہ، منشیات کا کاروبار کرنے والے اور کرائے کے قاتل کی بطور ایس ایچ او تعیناتی

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں میں وزیر قانون صاحب سے ملا اور میں نے ان سے درخواست کی کہ ہمارے ضلع میں ایک انتہائی کرپٹ پولیس آفیسر لگا ہوا ہے جو قبضہ گروپ کا بھی سربراہ ہے، drugs کا کاروبار بھی کرتا ہے اور کرائے کا قاتل بھی ہے۔ پولیس پیسے لیتی ہے لیکن وہ واحد شخص ہے جو کہتا ہے کہ پیسے دو میں بندہ بھی خود ماروں گا اور بے گناہ بھی ہو جاؤں گا۔ میں اس سلسلے میں وزیر قانون سے بھی ملا انھوں نے I.G صاحب سے بات کی، میں I.G صاحب کے پاس گیا، میرے ساتھ سینئر منسٹر صاحب بھی تشریف لے کر گئے انھوں نے بھی ان کو بتایا تو انھوں نے R.P.O کے پاس بھیجا، انھوں نے D.P.O کے پاس بھیجا تو بڑی مشکل سے کوئی دو مہینے کی جدوجہد کے بعد اس موصوف کو وہاں سے ٹرانسفر کیا گیا اور اس کے بالکل ملحقہ تھانہ جو اس سے بہتر تھا وہاں تعینات کر دیا۔

جناب والا! جہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف بار بار اپنی تقاریر میں کہتے ہیں کہ میں اچھے افسر تعینات کروں گا اور ایک شخص کی وجہ سے ان کے تمام اعلانات کی نفی ہو رہی ہے۔ اس پر میں وزیر قانون صاحب سے پوچھوں گا کہ کیا انھوں نے اچھی طرح سے کہا نہیں یا D.P.O صاحب نے ان کا حکم ماننے سے انکار کیا ہے۔ اس بارے میں وزیر قانون صاحب خود ہی بتا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ حسن مرتضیٰ صاحب آج سے چار پانچ دن پہلے تشریف لائے تھے اور جس طرح سے اب فرمایا ہے اسی طرح بات کی تھی۔ میں نے اسی وقت D.P.O جھنگ سے اس معاملے میں بابر نواز یا جو بھی S.H.O ہے اس کی بات کی تھی۔ انھوں نے کہا کہ اس S.H.O کے خلاف پولیس مقابلے کا کیس بنا ہوا ہے۔ اس وجہ سے میں اس کو disturb نہیں کرنا چاہتا لیکن میں نے اس کو کہا کہ آپ اس کو حسن مرتضیٰ صاحب کے حلقے کے تھانے سے تبدیل کر دیں کیونکہ اس کے بارے میں ان کے خیالات یہی ہیں جن کا ابھی انھوں نے اظہار کیا ہے۔ انھوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ ٹھیک ہے میں ایک دو روز میں اس کو ٹرانسفر کر دوں گا۔ انھوں نے ٹرانسفر تو کیا ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ اس کو نزدیک ٹرانسفر کیا ہے اسے دور کرنا چاہئے تھا۔ اگر انھوں نے اس سلسلے میں کوئی کوتاہی کی ہے تو میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ مجھے دوبارہ موقع دیں تو اس سلسلے میں یہ مجھے فرما دیں کہ جتنا دور کہیں گے اتنا دور اس کو ٹرانسفر کروا دیتے ہیں۔ وہ دور دور تک ان کو نظر نہیں آئے گا۔

جناب طاہر نوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی جولاء منسٹر صاحب نے کہا ہے یہی مجھے خدشہ ہے۔ جس تھانے میں اس نے بندہ مارا ہوا ہے اسی تھانے میں اسے لگایا ہوا ہے اور مجھے یہ پورا اندیشہ ہے کہ اس نے اور بھی پولیس کاؤنٹر وہاں پر کرنے ہیں۔ وہ اتنا دلیر آدمی ہے تو پھر اسے واناکیوں نہیں بھیجا جاتا، باجوڑ کیوں نہیں بھیجا جاتا؟ میں نے on the floor of the House جو الزام اس پر لگائے ہیں اس حوالے سے کوئی انکوائری آفیسر آپ نامزد کر دیں، اگر میرے وہ الزامات غلط ثابت ہو جائیں تو میں resign کر دوں گا اور اگر وہ صحیح ثابت ہو جائیں تو اس شخص کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہئے۔ ایسا شخص ایک انسان نہیں بلکہ درندہ ہے اور وہ لوگوں کو صرف پیسوں کی خاطر قتل کرتا ہے۔ میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میری مرضی کا S.H.O لگائیں۔ جس کو یہ مرضی لگائیں لیکن وہ آدمی کم از کم انصاف کرتا ہو، لوگوں کو اس سے توقع ہو کہ یہ کوئی اچھا کام کرے گا۔ وہ شخص ناسور ہے اور میں اس کے خلاف آواز اٹھاتا رہوں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اجلاس کے بعد لاء منسٹر صاحب، آپ اور میں تینوں بیٹھیں گے لہذا میرے چیمبر میں آ جائیے گا۔ اب اس بات کو ختم کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک تو اس بات کا تعلق تھا کہ اس آدمی کے ساتھ میرا معاملہ اس طرح سے ٹھیک نہیں ہے کہ وہ میرا مخالف ہے اس لئے اسے میرے حلقے سے ٹرانسفر کر دیا جائے تو یہ درست ہے اور اسے ٹرانسفر کر دیا گیا ہے لیکن اب حسن مرتضیٰ صاحب نے جو بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ حسن مرتضیٰ صاحب اگر اس کے خلاف اتنے serious allegations رکھتے ہیں اور پھر اس کا الزام گورنمنٹ کو یہ دیتے ہیں کہ آپ نے ایک ایسا آدمی لگایا ہے تو پھر کہاں گئی آپ کی good governance تو میں اس معزز ہاؤس کو یہ یقین دلاتا ہوں جیسا کہ حسن مرتضیٰ صاحب سے پہلے بھی میں نے دو مرتبہ کہا ہے اور پھر کہتا ہوں کہ یہ in writing دیں ہم اس کے خلاف کسی دیانتدار آفیسر سے جس پر حسن مرتضیٰ صاحب کا بھی faith ہو، انکوائری کروا لیتے ہیں۔ جو انہوں نے اب فرمایا ہے اگر اس کا 100 واں حصہ بھی ثابت ہو گیا تو وہ آدمی ڈیپارٹمنٹ میں نہیں رہے گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! انکوائری کو چھوڑیں۔ اجلاس کے بعد آپ اور شاہ صاحب میرے چیمبر میں آئیے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات تو نہیں ہونی چاہئے کہ گورنمنٹ نے اس پر کچھ بھی نہیں کیا بلکہ صرف ٹرانسفر کیا ہے۔ اگر یہ in writing دیں تو گورنمنٹ کو اس کے خلاف انکوائری کروانے کی کوئی hesitation ہے اور نہ ہی ہمارا اس قسم کے لوگوں کو کوئی تحفظ دینے کا ارادہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے یہ قطعاً نہیں کہا کہ گورنمنٹ نے ایسا کیا ہے۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ میاں محمد شہباز شریف کے اعلانات کی وہ آدمی نفی کر رہا ہے۔ میں کیسے کہہ سکتا ہوں، میری تو اپنی گورنمنٹ ہے اور میں تو اس گورنمنٹ کا حصہ ہوں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی گورنمنٹ کی mala fide ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اجلاس کے بعد ہم دو منٹ بیٹھیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: اجلاس کے بعد آپ کے پاس بیٹھنا ہے یا رانا صاحب کے پاس؟

جناب سپیکر: جی، میرے پاس ہی آجائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ نے جو فیصلہ کر دیا اس پر مزید کوئی گنجائش تو نہیں ہے کہ بات کی جائے۔ رانا صاحب ماشاء اللہ منسٹر ہیں میری ان سے یہی گزارش ہے کہ ایک ممبر جب on the floor of the House ایک بات کرتا ہے تو presumption یہی ہے کہ He is supposed to believe

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس بات کو چھوڑیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ ان کے اوپر یہ binding دینی کہ آپ written دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں نے اس پر بات کر لی ہے، وہ معاملہ ختم ہو گیا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے اسی لئے آپ سے کہا ہے کہ اس پر مزید بات کرنے کی گنجائش نہیں ہے لیکن میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ The ministers, be careful in future شکریہ

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس میاں شفیع محمد صاحب، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، جناب خالد جاوید اصغر گھرال اور جناب طاہر اقبال چودھری کی طرف سے ہے۔ جی، طاہر اقبال صاحب!

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! یہ نشاط آباد فیصل آباد کے رہائشی محنت کش کے اغوا کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ توجہ دلاؤ نوٹس 204 ہے۔ وہ پڑھنے لگے ہیں آپ ذرا سن لیں۔

نشاط آباد، فیصل آباد کے رہائشی محنت کش کا اغوا

جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 14۔مارچ 2009 کو نشاط آباد فیصل آباد کے رہائشی محنت کش محمد الیاس نامی شخص کو اغواء کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مغوی کے ورثاء نے مورخہ 16۔مارچ 2009 کو تھانہ نشاط آباد میں مغوی کی رپورٹ مقدمہ نمبر 324 کے تحت درج کرائی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مغوی کا ابھی تک سراغ نہ ملا ہے اور پولیس نے مغوی کی بازیابی کے لئے مزید کوئی کارروائی بھی نہ کی ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہو تو کیا پولیس مغوی کا سراغ لگانے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کوئی کارروائی عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ نیز اب تک ہونے والی کارروائی کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے

(ج) درست نہ ہے۔

(د) مقدمہ ہذا کی تفتیش محمد نسیم SI نے عمل میں لائی جس نے مطلوبہ موبائل نمبروں کا ریکارڈ حاصل کر کے نامعلوم ملزمان کی تلاش کی۔ مورخہ 2009-4-29 کو مدعی مقدمہ نے اپنے تتمہ بیان میں مسمی شمعون مسیح متذکرہ بالا ملزم کو نامزد کیا جس کو حسب ضابطہ گرفتار کر کے interrogation کیا تو ملزم مذکور نے انکشاف کیا کہ وہ سکریپ خرید کر محمد الیاس کی دکان پر فروخت کرتا تھا اور محمد الیاس سے اس نے پیشگی کے طور پر رقم ادھار لی ہوئی تھی جو کہ وہ اکثر واپسی رقم کا مطالبہ کرتا تھا۔ مورخہ 2009-3-14 کو اس نے محمد الیاس کو ٹیلیفون کر کے گھر بلایا کہ اس کے پاس سکریپ پڑا ہوا ہے وہ خرید لے تو وہ تقریباً شام چار بجے سائیکل پر اس کے گھر آ گیا۔ اس نے پہلے ہی سے منصوبہ بنایا ہوا تھا کہ الیاس کو کسی طریقہ سے ختم کر دوں تا کہ اس سے رقم نہ مانگے اور اس نے زہریلی گولیاں پہلے ہی سے اپنی جیب میں رکھی ہوئی تھیں جو کہ اس نے وہ زہریلی گولیاں بوتل میں ڈال کر اسے پلا دیں تو وہ بے ہوش ہو گیا، اس کا گلا دبا کر اسے ہلاک کر دیا اور لاش اپنے کمرہ سٹور میں گڑھا کھود کر مٹی ڈال کر دفن کر دی۔ اس کی جیب میں سے مبلغ 15 ہزار روپے، شناختی کارڈ اور موبائل فون نکال لیا جو کہ اس نے نشاندہی کر کے لاش محمد الیاس مقتول اپنے گھر سے گڑھا کھود کر برآمد کروائی اور دوران ریمانڈ جسمانی سائیکل، نقدی و موبائل فون بھی برآمد کروایا۔ لاش بعد پوسٹ مارٹم حوالے مدعی ہوئی، پارسل برائے تجزیہ کیمیکل ایگزامینر لاہور بھجوائے گئے ملزم کو حقیقی گناہ گار پا کر جرم 302,201 ت پ ایزاد کیا، مورخہ 2009-5-5 کو حوالات جوڈیشل بھجوایا اور مورخہ 2009-5-12 کو چالان مرتب کر کے عدالت مجاز میں بھجوایا گیا۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 220 چودھری محمد ظہیر الدین خان، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد یار ہراج اور دیگر 17 معزز اراکین کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میرا نام دیگر اراکین میں شامل ہے۔ میں اسے پڑھوں گی۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

لاہور، سی سی پی او اور آئی ایس آئی کے دفاتر پر خود کش حملہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 27۔مئی 2009 کو صبح سوا دس بجے صوبائی دارالحکومت لاہور میں دہشت گردوں نے فاطمہ جناح روڈ پر پولیس ہیڈ کوارٹرز (سی سی پی او آفس) اور آئی ایس آئی کے دفتر پر خود کش حملہ کیا جس کے نتیجہ میں ایک لیفٹیننٹ کرنل اور 13 پولیس اہلکاروں سمیت 30 افراد جاں بحق ہوئے اور عمارتوں، گاڑیوں اور دیگر اشیاء کو شدید نقصان پہنچا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی وزارت داخلہ کی رپورٹ کے مطابق اس واقعہ سے چند روز قبل آئی جی پولیس پنجاب اور ہوم سیکرٹری پنجاب کو اس خدشہ سے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ دہشت گردوں کا ہدف لاہور چڑیا گھر کے قریب حساس ادارے کی ایک اہم عمارت ہے اس کے باوجود سکیورٹی کے معمول کے اقدامات ہی برقرار رکھے گئے۔ نتیجتاً خود کش حملہ آور اور دہشت گردوں نے بڑی آسانی کے ساتھ اپنے مقررہ ہدف پر پہنچ کر دہشت گردی کی واردات کی جس سے دہشت گردوں کے مضبوط network کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وزارت داخلہ کی رپورٹ میں یہ بتادیا گیا تھا کہ متذکرہ حساس ادارے کی عمارت کے اردگرد ایک مشتبہ شخص کو مسلسل نقل و حمل کرتے دیکھا گیا ہے مگر اس مشتبہ شخص کو پکڑنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی گئی جبکہ عینی شاہدین کے بقول وقوعہ کے وقت وہاں موجود ٹریفک وارڈنز صرف اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگتے نظر آئے اور انہوں نے ٹریفک سگنل کے پاس اشارے پر رکے ہوئے لوگوں کو ان کی زندگیوں کو خطرے سے آگاہ کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہ کی۔ اس بارے میں عوام الناس میں تشویش بجا نظر آتی ہے کہ جو سکیورٹی فورسز اپنے اور اپنے ادارے کی عمارت کی حفاظت نہیں کر سکتیں وہ عوام کی کیا حفاظت کریں گی۔ اس واقعہ کے پس منظر میں security lapse کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حملہ آور آسانی سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملزمان کو گرفتار کر کے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) کیا مذکورہ سانحہ میں شہید اور زخمی ہونے والوں کے لواحقین کو کوئی معاوضہ دیا گیا ہے نیز ان کے بچوں کی کفالت کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(و) اس قسم کے اندوہناک واقعات کے سدباب کے لئے حکومت آئندہ کے لئے کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے کہ مورخہ 09-05-27 کو سوا دس بجے کے قریب فاطمہ جناح روڈ پر ریسکیو 15 اور آئی ایس آئی کے دفاتر کے قریب خودکش حملہ ہوا جس میں کل 24 اشخاص شہید ہوئے جن میں 14 پولیس ملازمین، آئی ایس آئی کا ایک کرنل اور 9 دوسرے اشخاص شہید ہوئے۔

(ب) عمارت ریسکیو 15 کے ارد گرد سکیورٹی کا مکمل انتظام کیا گیا تھا، بیریئر لگائے گئے تھے اور ہر گاڑی کی چیکنگ کی جا رہی تھی۔ علاوہ ازیں CCTV کیمروں کے ذریعے ہر آنے جانے والے لوگوں پر نظر رکھی جا رہی تھی۔ جہاں تک ٹریفک وارڈنز کی اپنی جانیں بچانے اور بھاگنے والی بات ہے تو یہ درست نہ ہے۔ CCTV کیمرہ کی footage سے یہ بات عیاں ہے کہ پولیس مستعدی سے چیکنگ کر رہی تھی اور نفری کو بریف بھی کیا گیا تھا اور بیریئرز بھی لگائے گئے تھے۔ دھماکے کے فوراً بعد پولیس ملازمین وافسران نے زخمیوں کو ہسپتال پہنچانے کا کام شروع کر دیا۔ جس وجہ سے بروقت طبی امداد ملنے کی وجہ سے بہت سی قیمتی جانوں کو بچایا گیا۔ سکیورٹی فورسز سوات میں آپریشن کی وجہ سے ٹارگٹ بنی ہوئی ہیں۔ عوام اور فورسز کی سکیورٹی کے لئے ہر ممکن قدم اٹھایا جا رہا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ دھماکے کے بعد علاقے کو گھیرے میں لے کر مشکوک افراد کی چیکنگ کی گئی۔

(د) تفتیش جاری ہے اور ملزمان کی گرفتاری سے متعلق مختلف مقامات پر ریڈز کئے جا رہے ہیں۔ ایڈیشنل آئی جی انوسٹی گیشن پنجاب کی زیر نگرانی ایک کمیٹی جس میں C.I.D، لاہور پولیس، سپیشل برانچ اور دیگر اداروں کے افسران شامل ہیں تفتیش کر رہے ہیں۔

(ہ) جو پولیس افسران و ملازمان دھماکے کے واقعہ میں شہید ہوئے ان کے لواحقین کو 30 لاکھ روپے اور جو شدید زخمی ہوئے ان کو پانچ لاکھ روپے اور معمولی زخمیوں کو تین لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔

(ز) پولیس شہر میں عوام کی جان و مال کے تحفظ کے لئے ہر ممکن اقدام اٹھا رہی ہے۔ بیریئر لگائے جا رہے ہیں اور C.C.T.V کیمروں کے ذریعے ہر جگہ پر نظر رکھی جا رہی ہے۔ ناکے لگا کر

مشکوک افراد کی چیکنگ کی جا رہی ہے۔ لاہور شہر کے داخلی اور خارجی پوائنٹس چیک ہو رہے ہیں۔ intelligence کی رپورٹیں اکٹھی کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ جو footage جاری کی گئی ہے اس پر کچھ اس انداز سے بات کو دکھانے کی کوشش کی گئی کہ شاید وہاں پر سکیورٹی کے کوئی خاطر خواہ انتظامات نہیں تھے۔ 18/4 کو جونہی اس intelligence building کے متعلق حکومت کو اطلاع ملی تھی کہ وہاں پر کوئی خودکش حملہ ہو سکتا ہے تو وہاں پر اس بلڈنگ کی حفاظت کے لئے ایک بیریئر اور اس کے بعد اس کے follow up کے لئے یا اس کے back up کے لئے دوسرے بیریئر کا انتظام کیا گیا تھا اور اس بیریئر پر 11 افراد کی بیک وقت اور چوبیس گھنٹوں میں 33 آدمیوں کی ڈیوٹی تھی۔ جن 11 آدمیوں کی ڈیوٹی تھی ان میں سے 9 آدمی ہلاک ہوئے ہیں اور 2 آدمی زخمی ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے اور اپنی جان قربان کر دی اب اس کے بعد یہ کہنا کہ انہوں نے اچھی مستعدی نہیں دکھائی یا انہوں نے صحیح طور پر اپنا فرض ادا نہیں کیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ جب ویگن وہاں پر آ کر رکی ہے تو اسے بیریئر پر موجود دو پولیس کانسٹیبلان چیک کرنے کے لئے آئے۔ اب یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ پولیس کانسٹیبلان خالی ہاتھ تھے۔ وہاں پر جو گاڑیاں آتی تھیں ان میں ان کے مہمان بھی ہوتے تھے وہاں پر جو افسران ہیں وہاں کے رہائشی افسران بھی ہیں، ان کے گھر کے لوگ بھی ہوتے تھے تو یوں تو نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی یہ دیکھنے کے لئے کہ اس ویگن میں یا گاڑی میں کون ہے۔ وہ بندوق تانے ہوئے آئے اور اس گاڑی میں جو مہمان ہے وہ تھوڑا سا ہلے اور وہ اس پر فائر کر دے۔ انہوں نے اسی انداز سے آنا تھا لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ اس میں دو آدمی ایک نے نیلے رنگ کی پینٹ شرٹ اور ایک نے سفید رنگ کی پہنی ہوئی تھی انہوں نے اترتے ہی ان دونوں پولیس کانسٹیبلان کو نشانہ بنایا اور اس کے بعد دونوں طرف بیریئر پر جو آدمی تھے ان پر فائرنگ کی لیکن اس کے باوجود آپ دیکھیں کہ جس بیریئر کو انہوں نے آنا فانا hit کیا یہ زیادہ سے زیادہ تیس سیکنڈ کا معاملہ ہے اس کے بعد جو پیچھے back up تھا وہاں سے باقاعدہ ان دہشت گردوں کو hit کیا گیا ان میں جو نیلی پینٹ شرٹ والا دہشت گرد تھا وہ زخمی ہو کر زمین پر گرا اس کے بعد دہشت گردوں نے اس بیریئر کو ہٹا کر آگے بڑھنے کی کوشش کی تو پھر دوبارہ وہیں پر جو گارڈ تھے انہوں نے ڈرائیور کو hit کیا اور گاڑی جھٹکے سے رکی اور اس فائر کی وجہ سے دھماکہ ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان شہداء کو، ان پولیس ملازمین کو، ان آئی ایس ائی کے ملازمین کو جنہوں نے اپنی اس بلڈنگ کی

حفاظت کرنے میں اپنی جانیں دی ہیں انہیں اس پر بھرپور خراج تحسین پیش کرنا چاہئے کیونکہ دہشت گردوں کا ٹارگٹ سڑک نہیں تھی، اور نہ ہی ریسکیو 15 کی بلڈنگ تھی۔ ان کا ٹارگٹ آئی ایس آئی کی بلڈنگ تھی اور اگر وہ وین اس بلڈنگ کو جا کر hit کرتی تو جہاں پر 24 شہادتیں ہوئی ہیں یہ شاید 124 ہوتیں اور وہاں پر جو ریکارڈ اور اثاثے ہیں وہ irreparable ہوتے۔ یہ وہی انتظامات تھے جن کی وجہ سے وہ وین جس میں سو کلو گرام دھماکہ خیز مواد تھا وہ لے کر آگے نہیں بڑھ سکی، ٹارگٹ تک نہیں پہنچ سکی اور سڑک پر ہی دھماکہ ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ جو وردی پہن کر ان دہشت گردوں کا مقابلہ کر رہے ہیں اور ان کی گولیوں کا نشانہ بن رہے ہیں ان دہشت گردوں کا اور اس دہشت گردی کا قوم صرف اور صرف اس صورت میں مقابلہ کر سکتی ہے کہ ان لوگوں کا حوصلہ بھی بڑھایا جائے اور قوم بھی پوری commitment سے اور ایک حوصلے کے ساتھ آگے بڑھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر واقعے کے بعد اس بات کو لے کر بیٹھ جانا کہ جو شہید ہونے والا ہے اس نے شہید ہونے سے پہلے پانچ فائر کیوں کئے اس نے دس فائر کیوں نہیں کئے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ نہ صرف ان لوگوں کے حوصلوں کو پست کرے گا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ ان دہشت گردوں کو جس قسم کی وہ افراتفری پھیلانا چاہتے ہیں اس میں معاون ثابت ہو گا۔ میں معزز ایوان اور وہ ممبران جنہوں نے یہ سوال اٹھایا ہے انہیں پوری ذمہ داری سے یہ کہتا ہوں کہ اس کی اطلاع ملنے کے بعد اس بلڈنگ کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام جو ممکن تھا کیا گیا تھا اور جن لوگوں کو وہاں ڈیوٹی پر لگایا گیا تھا ان لوگوں نے بالکل صحیح فرض ادا کیا ہے اور اس فرض کی ادائیگی میں گیارہ میں سے نو آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا اور دو آدمی شدید زخمی تھے اور جو ارد گرد تھے ان میں سے اس طرح یہ چودہ لوگ شہید ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کو appreciate کرنا چاہئے اس واقعے کا ہم نے critically جائزہ بھی لیا ہے اور ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ جو انتظامات کئے گئے تھے کیونکہ کوئی بھی انتظام آپ کر لیں اس میں improvement and perfection کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو کچھ کیا گیا اس میں further improvement or perfection کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں اس کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے اس کا ہم نے اس انداز سے جائزہ لیا ہے اور اس انداز سے ہم نے مزید اس چیز کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے۔ جن بلڈنگز کا ہم نے اب انتظام کیا ہے اور اس کے آپ بہتر طور پر گواہ ہیں کہ آپ کی زیر صدارت ہم نے اس اسمبلی بلڈنگ کی حفاظت کے لئے تین meetings کی ہیں اور یہ انتظامات جو humanly possible ہو سکتا تھا، وہ

بہتر طور پر کئے گئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس سلسلے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جائے گی۔ شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں چھوٹا سا comment ضرور دوں گی۔ میں بہت مطمئن ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے اتنی تفصیل اور فکر مندی سے اس کا جواب دیا مگر اس ایوان میں ہمارا سوال پوچھنے کا مقصد قطعاً ان forces کی قربانیوں کو criticize کرنا نہیں تھا۔ ان سپاہیوں کی بھی جانیں ہمیں اتنی ہی عزیز ہیں جتنی عام عوام کی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ایک D.S.P بھی درمیان میں ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، جناب سپیکر! مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ رانا صاحب نے بہت ساری باتوں کی after thought یا بعد میں یا footage دیکھ کر تفصیلات بیان کی ہیں۔ میرا یا ہمارے اراکین بنچ کا focus اس information پر ہے جو سب سے پہلے ملتی ہے اور اس کے بعد اس ماڈرن زمانے میں جو ایکشن لیا جانا چاہئے اس کی کمی کو اجاگر کرنا چاہئے۔ جب وہ information مل جاتی ہے تو اس کے بعد واقعہ ہونے تک کوئی بھی ایکشن نہیں لیا جاتا اور اس وجہ سے پے در پے بار بار security lapse کی بات جائز یا ناجائز کی جاتی ہے۔ میری درخواست یہ ہو گی اس information کے بعد special trained forces کا وجود یا اس کا تدارک کب ہو گا؟ مرکزی حکومت والے کہتے ہیں کہ enter ہو گئے ہیں ایک panic شروع ہو گیا اور رانا صاحب کا بیان بھی ٹیلی ویژن پر تھا کہ پارلیمنٹ میں خطرہ ہے تو اس بیان بازی کی بجائے information ملتے ہی specialized anti terrorist force کا قیام اب تک ہو جانا چاہئے اور میں آپ سے التماس کروں گی کہ بے شک ہماری اس بات اور چیز کو منفی نہ لیا جائے کیونکہ اس میں ہماری بھی goodwill ہی شامل ہے یہ کہنے میں کہ ان کی ٹریننگ کرنا بہت ضروری ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان اور اپنی بہن کے knowledge کے لئے یہ عرض کر دوں کہ وہاں پر humanly possible تمام measures لئے گئے تھے۔ اب کچھ limits ہیں اور اس کے بعد اگر کوئی اور measure لیا جا سکتا تھا تو وہ یہ تھا کہ یہ مال روڈ اور اس کے ساتھ فاطمہ جناح روڈ کو بند کر دیا جاتا۔ اگر ہم ان roads کو بند کر دیتے تو پورے لاہور کی زندگی معطل ہو جاتی۔ اب بھی آپ کو پتا ہے کہ اس بلڈنگ کو secure کرنے کے لئے ہم مال روڈ کو بند کرنا چاہتے تھے لیکن بعض civil organization اور دوسری طرف سے یہ کہا گیا کہ اس سے زندگی معطل ہو گی۔ اب وہاں موقع پر اس بلڈنگ کو بیریئر سے جو بھی ممکن تھا وہ سب کیا گیا تھا لیکن اب اس سے

اگلا step یہ تھا کہ جب یہ information آ گئی تھی تو ان roads کو بند کر دیا جاتا اور پھر واقعی وہ اتنا secure ہوتی کہ ویگن بیرئیر پر نہ آ سکتی لیکن ہماری کچھ limitations ہیں کہ ہم بعض معاملات کو نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے شہر کی تمام زندگی معطل ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس خان سیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! 5۔جون کو ڈسٹرکٹ جھنگ کی تاریخ میں ایک چنگیز خان ڈی سی او نے ایک ایسا اقدام اٹھایا جسے میں سمجھتا ہوں کہ پارٹی کی affiliation (ن) لیگ، پاکستان پیپلز پارٹی، قائداعظم لیگ کو چھوڑ کر اس نے ایک نیا کام کر دکھایا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: سیال صاحب! آپ relevant ہو جائیں اور میرا خیال ہے کہ آپ کی تحریک استحقاق ہے اور اگر وہ آپ لانا چاہتے ہیں تو لائیں اور اسے out of turn پیش کریں۔

ڈی ڈی او (آر) تحصیل احمد پور سیال (جھنگ) کا رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

جناب نجف عباس خان سیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 2/6/2009 کو محمد طارق نیازی D.D.O(R) تحصیل احمد پور سیال کے دفتر گیا اور افسر موصوف کو باردانہ کے حصول کے لئے کسانوں اور کاشتکاروں کو پیش آنے والی مشکلات کے بارے میں بتایا اور کہا کہ میرے حلقہ کے کسان سراپا احتجاج ہیں اور انہیں باردانہ کے حصول کے لئے کافی دشواریاں اور مشکلات درپیش ہیں۔ علاقے کے کسان میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے بتایا ہے نہ تو انہیں باردانہ مل رہا ہے اور نہ ہی ان کی گندم خریدی جا رہی ہے۔ جب میں نے تمام صورتحال کے بارے میں افسر موصوف کو بتایا تو افسر موصوف نے ان کی دادرسی کی بجائے میرے ساتھ انتہائی کرخت لہجہ میں بات کی اور کہا کہ آپ مجھ پر خواہ مخواہ الزام لگا رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ میرا نیازی خاندان سے تعلق ہے اور میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بہر حال میں باردانہ کی

تقسیم کے سلسلے میں رکاوٹ نہیں بن رہا۔ میرے اصرار پر کہ میرے حلقہ کے عوام سراپا احتجاج ہیں اس لئے آپ کسی ذمہ دار افسر کی ڈیوٹی لگا کر تصدیق کر سکتے ہیں۔ بس میرا اتنا کہنا تھا کہ افسر موصوف آپے سے باہر ہو گئے اور ہتک آمیز رویہ سے مجھ سے مخاطب ہوئے اور مجھے فوراً دفتر سے باہر نکل جانے کے لئے کہا۔ افسر موصوف نے مزید کہا کہ اگر آپ دفتر سے فوری باہر نہ گئے تو میرا اسٹاف زبردستی نکالنے پر مجبور ہوگا۔ میں حیرانگی کے عالم میں افسر موصوف کے دفتر سے باہر آ گیا لیکن افسر موصوف نے تین دن بعد D.C.O اسد السلام ماہنی سے مل کر بے بنیاد اور من گھڑت کہانی بنا کر جھوٹی ایف آئی آر میرے خلاف درج کرا دی۔ D.D.O.R اور D.C.O کے اس نارروا اور ہتک آمیز رویہ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں اس معزز ایوان اور اپنے بھائی کو اس بات کی پوری طرح سے یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ جونہی یہ پرچے کے اندراج کا معاملہ ہمارے نوٹس میں آیا تو خصوصی طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس کا بہت بُرا محسوس کیا کہ اس قسم کی بات کو بڑھا چڑھا کر اس قسم کا مقدمہ قائم کیا گیا اور ایک معزز ممبر کا نام شامل کیا گیا تو اس پر facts & finding کے لئے ایک کمیٹی بھی بنائی ہے اور اس کمیٹی کی facts & finding کے بعد ہم اس بات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ باردانہ کی شکایت جو انہوں نے کی ہے تو اس کا بھی جائزہ لیا جائے کہ اس میں کیا merits ہیں اور اس کے بعد ایف آئی آر میں جو کہانی بیان کی گئی ہے اس کی صورتحال کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس facts & finding کے نتیجے میں قانونی کارروائی بھی کریں گے اور میں ان کی تحریک کو بالکل contest نہیں کرتا اسے آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں اور کمیٹی اس سلسلے میں تحقیقات کر کے جو فیصلہ یا direction کرے گی، حکومت اس پر بھی عمل کرے گی۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں پنجاب حکومت کی طرف سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت آج اللہ کے فضل سے ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ پورے پاکستان اور صوبہ پنجاب میں کوئی سیاسی قیدی نہیں ہے۔ اس کے بعد آج کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ تحریک استحقاق پر ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ اس پر رپورٹ مانگی جائے لیکن حکومت پنجاب اور وزیر قانون صاحب نے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا ہے اور میں پورے ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس ایوان کی عزت اور حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہے اور آپ کی سربراہی میں اس میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے آج اخبار میں ایک اشتہار دیکھا جس میں اس ایف آئی آر کی ہو بہو نقل پرنٹ ہے اور آپ ماشاء اللہ پرانے سیاست دان ہیں تو اگر میرا جرم اپنے حلقے میں اپنے کسان کے لئے ایک 17 ویں گریڈ کے افسر کے دفتر میں جاکر اس کو حق دلانے کے لئے بات کرنا ہے اور اس کے عوض مجھ پر دفعہ 780 دہشت گردی لگا دی گئی ہے جبکہ نہ کوئی توڑ پھوڑ کی گئی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایوان صوفی محمد نہیں ہے، بیت اللہ محسود نہیں ہے، ہماری عزت مشترکہ ہے۔ میں آپ کا اور راناثناء اللہ خان صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں آپ کی خدمت میں ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ:

کل سرِ شام ایک بات بہت پیاری ہوئی
گوشہ دل میں ایک نئی رسم جاری ہوئی
سپیکر صاحب کی آنکھوں میں اشک تھے میرے لئے
رات دوزخ میں بھی برف باری ہوئی

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے۔ لہذا اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 16۔ جون 2009 سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ اس روز وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ سالانہ بجٹ برائے مالی سال 2010-2009 پیش کریں گے۔ شکریہ